www.KitaboSunnat.com

عُمرہ اور حج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے طریقے پر

تالیف: عادِل سُہیل ظفر

کتاب و سنت لائبریری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com
www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

فہرستِ موضوعات

	موضوع	صفحہ
1	مقدمہ	2
2	ذی الحج کے پہلے دس دِن/حج کی فرضیت/حج کی فضیلت/یوم عرفات/عید الأضحیٰ	5تا7
3	پہلے دس دِنوں میں کی جانے والی غلطیاں	8
4	دِین آسانی ہے	12
5	اَحرام، تعریف اور متعلقہ مسائل	15
6	میقات، تعریف اور محلِ وقوع	19
7	مشروط احرام	20
8	تلبیہ، تعریف اور کیفیت	21
9	مکہ اور مسجد الحرام داخلے کے آداب	23
10	عُمرہ،اور حج کرنے کی صُورت میں طوافِ قُدوم کرنے کا مکمل طریقہ	24تا35
11	حَجر اسود،اور اُسے چُھونے،چُومنے کے بارے میں اہم باتیں	26
12	کتابی دُعائیں، یا،دِلی دُعائیں	32
13	حج کی اِقسام	36
14	کڑوا گھونٹ	36
15	آٹھ (8) ذی الحج	38
16	نو (9) ذی الحج کی فضیلت	38
17	نو (9) ذی الحج میں کیے جانیوالے کام	40
18	دس (10) ذی الحج میں کیے جانیوالے کام	41
19	طوافِ اِفاضہ	42
20	گیارہ(11)سے تیرہ(13)ذی الحج تک کیے جانیوالے کام،ایامِ تشریق	43
21	مکہ سے واپسی، طوافِ وِداع	44

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

::::::: مقدمہ :::::::

بِسّمِ اللَّهِ الرّ حمٰنِ الرَّحِيم

اِن اَلحَمدَ لِلّهِ نَحمَدُہُ وَ نَستَعِينُہُ وَ نَستَغفِرُہُ وَ نَعَوذُ بَاللَّهِ مِن شُرُورِ أنفُسِنَا وَ مَن سِيِّئَاتِ أعمَالِنَا، مَن يَهدِہ اللَّهُ فَلا مُضِلَّ لَہُ وَ مَن يُضلِل ، فَلا هَادِيَ لَہُ ، وَ أشهَدُ أن لا إِلَهَ إلَّا اللَّهُ وَحدَہُ لا شَرِيکَ لَہُ ، وَ أشهَدُ أن مُحمَداً عَبدہُ وَ رَسُولُہُ ـ وَ أَما بعدُ فَإِنَّ خيرَ الكلامِ كِتابُ اللَّه ، وَ خيرَ الهُدیٰ هُدیٰ مُحَمدٍ صلی اللَّه و علی آله وسلم وَ شَّر الأمورِ مُحدَثاتُها وَ کُلَّ مُحدَثةٌ بِدَعَةٌ وَ کُلَّ بِدَعَةٌ ضلالةٌ وَ کُلَّ ضلالةٌ فی النَّار ـ

بے شک خالص تعریف اللہ کے لیے ہے، ہم اُس کی ہی تعریف کرتے ہیں اور اُس سے ہی مدد طلب کرتے ہیں اور اُس سے ہی مغفرت طلب کرتے ہیں اور اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں اپنی جانوں کی بُرائی سے اور اپنے برے کاموں سے ، جِسے اللہ ہدایت دیتا ہے اُسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا، اور جِسے اللہ گمراہ کرتا ہے اُسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ کے عِلاوہ کوئی سچا معبود نہیں اور وہ اکیلا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں ::: اِس کے بعد (یہ بات ہے کہ) ::: بے شک سب سے زیادہ خیر والی بات اللہ کی کتاب ہے اور سب سے خیر والی ہدایت محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی ہدایت ہے ، اور (دِین میں) ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ (یعنی جہنم) میں (جانے والی) ہے۔

حج کے مہینے اللہ کے لاکھوں بندے حج کرنے کے لیے اپنے گھروں سے نکل کر اِسلام کے بنیادی اُرکان میں سے ایک کو پورا کرنے کے اِرادے سے اللہ تبارک و تعالیٰ کے گھر کی طرف روانہ ہوتے ہیں،

لیکن اِن میں سے چند ہی ایسے ہوتے ہیں جو یہ جانتے ہیں کہ اِس رُکن کی ادائیگی کے لیے کیا کرنا ہے ؟ اور کِن کاموں اور چیزوں سے بچنا ہے ؟ کیا اُن پر حلال ہو گا ؟ اور کیا حرام ہو گا ؟

عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ سُنی سُنائی پر عمل کیا جاتا ہے یا زیادہ سے زیادہ حج اور عُمرہ کے زیر عنوان کِسی بھی کِتاب کو ہاتھ میں تھام لیا جاتا ہے اور جو کُچھ اُس میں لکھنے والے نے لکھ دِیا ہو اُس پر عمل کیا جاتا ہے، صحیح ہو یا غلط، اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے حُکموں کے مُطابق ہو یا مُخالف، سُنّت کے طریقے پر ہو یا نہ ہو، اِن باتوں کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی،

دیکھا جاتا ہے تو یہ کہ لکھنے والا اپنے مسلک یا جماعت کا ہو اور بس ، لیکن اِس بس پر ہی بس نہیں ہوتا کیونکہ اِس بس کے بعد جو مُخالفات اور غلطیاں کی جاتی ہیں وہ اکثر اَوقات اِنتہائی خطرناک ہوتی ہیں اِن چیزوں کو دیکھتے ہوئے میں نے اِس بات کی ضرورت محسوس کی کہ عُمرہ اور حج کی اَدائیگی کے بارے میں صحیح سُنّت کے مُطابق کوئی مواد اُردُو میں تیار کیا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے ، اُردُو اور عربی کی مختلف کتابوں کا مطالعہ کرنے کے بعد میں نے اِمام محمد ناصر الدین الألبانی رحمۃُاللہ علیہ کی دو کتابوں """مَناسک الحج و العمرۃ فی الکتاب و السُّنۃ و آثار السلف""" اور """حَجۃُ النّبِی صَلی اللَّہ عَلیہِ وعَلی آلہ وسلم کما رواھا عنہ جابر رضی اللَّہ عنہُ """ کو بہت مفید پایا، اور اِن دو کتابوں کو بنیاد بنا کر اپنی سوچ کو عملی جامہ پہنانے کا آغاز کیا، اللہ تعالیٰ اِس کوشش کو قبول فرمائے اور جو مُسلمان بھائی اور بہنیں ، کِسی بھی سبب سے عُمرہ اور حج غلط طور پر کرتے ہیں اُن کی ہدایت کا سبب بنائے اور میری مغفرت کا سبب بنائے۔

اِس کوشش کی پہلی صورت کے طور پر میں نے حج اور عُمرہ کی ادائیگی کے بارے میں چند مضامین تیار کیے ، جو کہ برقی ڈاک E-MAIL کے ذریعے اِرسال کیے جانے کے لیے تھے اور الحمد للہ اِرسال کیے بھی گئے اور پھر اِن ہی مضامین کو کُچھ تبدیلی اور ضروری اضافوں کے ساتھ اِس کتاب کی شکل میں تیار کر دِیا،

اِس کتاب میں، میں نے پوری کوشش کی ہے کہ حج اور عُمرہ کے ہر عمل کو صحیح ثابت شدہ سُنّت کے عین مُطابق لکھا جائے ، اِس کتاب میں اِختصار کو مدِ نظر رکھتے ہوئے میں نے اکثر جگہ پر قُران و سُنّت کے حوالہ جات کا ذِکر آیت نمبر یا حدیث کی کتاب اور حدیث نمبر کے ذریعے دیے ہیں ، اور بعض مقامات پر آیات اور اَحادیث کے ترجمے ہیں اور بعض مقامات پر اِن کا عربی متن بھی ہے ، مُجھے اچھی طرح اِس بات کا اِحساس ہے کہ اِس طرح کِسی بھی موضوع پر کُچھ لکھنا یا کہنا کم از کم کسی طالب علم یا تحقیقی بات کے طلبگار کی تشنگیء ِ ذہن کو مٹا نہیں پاتا لیکن جیسا کہ میں نے کہا ، کتاب کو مختصر رکھنے کے لیے مجھے یہ راستہ اپنانا پڑا ، بہر حال اللہ کی رحمت سے اُمید ہے کہ یہ مختصر بھی بہت کافی رہے گا ، پڑھنے والوں میں سے کِسی کے ذہن میں اگر کوئی سوال ہو تو بلا تکلف وتردد پوچھا جا سکتا ہے۔

عادل سُہیل ظفر۔1421/12/04ہجری، بمُطابق،2001/02/27عیسوئی

:::::::: دوسرا اصدار::::::

الحمد للہ، یہ اِس کتاب کا دُوسرا اصدار ہے ، اِس میں تمام حوالہ جات کی مزید تفصیل اور عربی عبارات شامل کر رہا ہوں ، اور کچھ مفید اضافے بھی،

اِس کتاب میں احادیث شریفہ کی ارقام (نمبرز) میں نے اپنے پاس موجود مطبوعہ (پرنٹڈ) نسخوں کے مطابق دیے ہیں ، اگر کوئی قاری کسی سافٹ ویر کے ذریعے اِن ارقام کے مطابق کوئی اور احادیث پائے تو احادیث یا ، اِس کتاب میں دیے ہوئے نمبرز کے بارے میں شک نہ کرے ،

بلکہ اِس کتاب میں دیے ہوئے حوالہ جات کے مطابق احادیث شریفہ کی کتابوں کی اندرونی کتابوں اور ابواب کے مطابق احادیث شریفہ کو دیکھے ، اللہ تبارک وتعالیٰ اِسے میرے لیے اور سب پڑھنے والوں کے لیے خیر کا سبب بنائے۔

1435/11/25ہجری، بمُطابق،2014/09/20عیسوئی ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

:::::ذی الحج کے پہلے دس دِن:::::

ذی الحج کے پہلے دس دِن بہت فضیلت والے ہیں ، لیکن ہماری بگڑی ہوئی عادات کا شکار ہو کر ہمارے درمیان اپنی اَصلی حالت کھو چکے ہیں اور دیگر دینی معاملات اور عِبادات کی طرح اِن دِنوں کا حال بھی بے حال کیا جاچُکا ہے ،
یہ دس دِن حج کرنے والے اور نہ کرنے والے سب ہی مُسلمانوں کے لیے بہت فضیلت والے ہیں اور سب کے لیے اُن کے اکیلے ، لاشریک خالق و مالک اللہ تبارک و تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے (((((وِ يَذكُرُوا اسَّمَ اللَّهِ فِيَ اَيَّامٍ مَعلُومَاتٍ:::اور وہ اللہ کے نام کو یاد کریں معلوم شدہ دِنوں میں))))) سُورت الحج(22)/آیت 28،
اور حکم فرمایا((((وِ اَذكُرُوا اسمَ اللَّهِ فِيَ اَيَّامٍ مَعدُودَاتٍ:::اور گنتی کے دِنوں میں اللہ کے نام کو یاد کرو)))) سورت البقرہ(2)/آیت 203،

::::: عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے معلوم شدہ دِنوں کی تفسیر میں کہا کہ """ یہ ذوالحج کے پہلے دِس دِن ہیں اور گنتی کے دِنوں کی تفسیر میں کہا کہ یہ اَیامِ تشریق ہیں """ صحیح البُخاری /کتاب العیدین / باب فضل العمل فی اَیام التشریق ،

عبداللہ ابنِ عبّاس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا((((مَا الْعَمَلُ فِي أَيَّامِ الْعَشْرِ أَفْضَلَ مِنَ الْعَمَلِ فِي هَذِهِ:::اِن دس دِنوں میں کیے جانے والوں کاموں (یعنی نیک کاموں) سے زیادہ بہتر کام اور کوئی نہیں)))) ،
صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا """ کیا جہاد بھی نہیں ؟ """ ،
اِرشاد فرمایا ((((وَلاَ الْجِهَادُ ، إِلاَّ رَجُلٌ خَرَجَ يُخَاطِرُ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَلَمْ يَرْجِعْ بِشَيْءٍ ::: جِہاد بھی نہیں ، سوائے اِس کے کہ کوئی اپنا مال اور جان لے کر نکلے اور اُس میں سے کوئی چیز بھی واپس نہ آئے)))) یعنی ، صِرف وہ جہاد اِن دس دِنوں کے عمل سے زیادہ بہتر ہے جِس میں مُجاہد کی جان اور مال دونوں ہی اللہ کی راہ میں کام آ جائیں ، صحیح البُخاری /حدیث 969/کتاب العیدین /باب 11 ،

:::::::ایام تشریق کی وجہ تسمیہ :::::::

اِن دِنوں کو تشریق کے دِن کہنے کی مختلف وجوہات بیان کی گئی ہیں ، جن میں سے درج ذیل دو وجوہات حقیقت کے زیادہ قریب محسوس ہوتی ہیں :::
کہا گیا کہ چونکہ اِن دِنوں میں قُربانی سورج کے چمکنے کے بعد ہی کی جاتی ہے لہذا اُنہیں ایام تشریق کہا گیا ،
اور ، کہا گیا ، کہ چونکہ قربانی کرنے والے ، اور قربانی کا گوشت پانے والے لوگ اِن دِنوں میں سورج کے چمکنے کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد قربانی کا گوشت دھوپ میں خُشک کرنے کے لیے رکھتے تھے ،اِس لیے اِن دِنوں کو ایام تشریق کہا گیا۔
بحوالہ """ جمهرة اللغة """ ، اور """ لسان العرب """،

::::: ذی الحج کے اِن پہلے دس دِنوں میں ہی اِسلام کے پانچ اَرکان میں سے ایک رُکن کی ادائیگی کا وقت ہوتا ہے اور وہ رُکن ہے حج :::::

::::: حج کی فرضیت :::::

اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے (((((وَ لِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلاً ، وَ مَن كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ::: اور لوگوں میں سے جِس کی قُدرت میں ہو اُس پر اللہ کے لیے (اللہ کے) گھر کا حج کرنا فرض ہے ، اور جو انکار کرے گا ، تو اللہ سب جہانوں سے غنی ہے)))) سورت آل عمران (3)/آیت 97،

اور فرمایا (((((وَ أَذِّن فِي النَّاسِ بِالحَجِّ يَأتُوكَ رِجَالاً وَ عَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يأتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ لِّيَشهَدُوا مَنٰفِعَ لَهُم :::اور لوگوں میں حج کی پکار کرو، تُمہارے پاس پیدل اور کمزور اونٹوں پر لوگ آئیں گے اور ہر وسیع (کھلے چوڑے) راستے سے آئیں گے ، تاکہ اپنے فائدے حاصل کریں)))) سُورت حج(22)/آیت 27۔

لہٰذا ہر وہ مُسلمان جو حج کے لیے اللہ کے گھر تک پُہنچنے اور حج کرنے کی طاقت رکھتا ہے ، یعنی مالی اور جسمانی طاقت تو اُس پر حج کرنا فرض ہو جاتا ہے۔

::::: حج کی فضیلت :::::::

:::::: ابوہُریرہ رضی اللہ عنہ ُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا (((((مَنْ حَجَّ هَذَا الْبَيْتَ ، فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ ، رَجَعَ كَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ:::جِس نے(اللہ کے)اِس گھر کا حج کیا، اور جنسی معاملات میں ملوث ہونے ، اور گُناہ کرنے سے باز رہا تو وہ اُس دِن کی طرح واپس آئے گا جِس دِن اُس کی ماں نے اُسے جنم دِیا تھا)))) صحیح البُخاری/حدیث 1819/کتاب المحصر/باب 19 / صحیح مُسلم /حدیث 3357/کتاب الحج/باب 79،

:::::: اور ابوہُریرہ رضی اللہ عنہ ُ سے ہی یہ بھی روایت ہے کہ ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ """ کون سا کام سب سے زیادہ اَفضل ہے ؟""" ،

تو اُنہوں نے اِرشاد فرمایا (((((إِيمَانٌ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ:::اللہ اور اُس کے رسول پر اِیمان))))) ،

پھر پوچھا گیا ، """ پھر اِس کے عِلاوہ ؟""" ، تو اُنہوں نے اِرشاد فرمایا (((((الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ:::اللہ کی راہ میں جہاد)))) ، پھر پوچھا گیا """ پھر اِس کے عِلاوہ ؟ """ ،

تو اُنہوں نے اِرشاد فرمایا (((((حَجٌّ مَبْرُورٌ:::قُبول شُدہ حج)))))مُتفقٌ علیہ ، صحیح البُخاری/حدیث 26/کتاب الایمان/باب 18، صحیح مُسلم/حدیث 258/کتاب الایمان/باب 38،

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

::::: یومِ عرفات :::::

::::::: اِن دس بلند رتبہ دِنوں کا نواں دِن وہ ہے جس دِن حاجی میدانِ عرفات میں قیام کرتے ہیں ، یہ ہی وہ قیام ہے جِس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نےفرمایا ((((الْحَجُّ عَرَفَةُ:::حج عرفات (کا قیام) ہے))))سُنن ابن ماجہ/حدیث 3129/کتاب المناسک/باب57،سُنن الترمذی/حدیث898،المُستدرک الحاکم/حدیث1703/کتاب الصوم/اول کتاب المناسک، حدیث شریف صحیح ہے،

::::::: جس قیام پر اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے سامنے فخر کا اَظہار کرتا ہے ، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے خبر عطاء فرمائی کہ ((((إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُبَاهِي الْمَلاَئِكَةَ بِأَهْلِ عَرَفَاتٍ يَقُولُ انْظُرُوا إِلَى عِبَادِي شُعْثاً غُبْراً:::اللہ عزّ وجلّ (یوم) عرفات کی شام میں اھل عرفات کے بارے میں اپنے فرشتوں کے سامنے فخر کا اظہار کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ دیکھو میرے اِن بندوں کو کہ میرے پاس گرد و غبار سے اٹے ہوئے آئے ہیں)))) مُسند اَحمد/حدیث8268/مُسند ابی ھُریرہ رضی اللہ عنہُ میں سے حدیث رقم 950، صحیح الجامع الصغیر وزیادتہ/حدیث 1868،

::::::: یہی وہ دِن ہے کہ جس دِن میں اللہ تعالیٰ دوسرے دِنوں کی نسبت سب سے زیادہ بندوں کی مغفرت کرتا ہے((((مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يُعْتِقَ اللَّهُ فِيهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ وَإِنَّهُ لَيَدْنُو ثُمَّ يُبَاهِي بِهِمُ الْمَلاَئِكَةَ فَيَقُولُ مَا أَرَادَ هَؤُلاَءِ::: یومِ عرفات کے علاوہ کوئی اور دِن ایسا نہیں جس میں اللہ دوسرے دِنوں کی نسبت سب سے زیادہ اپنے بندوں کی بخشش کرتا ہے اور بے شک اللہ نیچے تشریف لاتا ہے اور اپنے اُن بندوں کے بارے میں فرشتوں کے سامنے اظہار فخر کرتا ہے اور کہتا ہے یہ بندے کیا چاہتے ہیں؟)))) صحیح مُسلم/حدیث3354/کتاب الحج/باب79،

::::: جو مُسلمان اِس قیام میں شامل نہیں ہوتے لیکن اِس دِن کا روزہ رکھتے ہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اُن لوگوں کو اِس دِن کا روزہ رکھنے کی صُورت میں ایک سال پچھلے اور ایک سال اگلے کے گُناہ معاف ہونے کی خوش خبری دی ((((صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللَّهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِي بَعْدَهُ:::عرفات کے دِن کے روزے کے بارے میں مجھے اللہ سے یقین ہے کہ اُس کے ذریعے اللہ تعالیٰ ایک گذرے ہوئے سال اور ایک یومِ عرفات کے بعد والے سال کے گناہ معاف فرما دیتا ہے)))) صحیح مُسلم/حدیث2803/کتاب الصیام/باب36،

:::::: عیدالاَضحیٰ :::::::

::::: اِن دس دِنوں کا دسواں دِن حج کرنے اور حج نہ کرنے والوں کے لیے اللہ کی راہ میں جانور قُربان کرنے کا دِن ہے

::::: اور حج کرنے والوں کے لیے اپنے اَحرام سے حلال ہو جانے کا دِن ہے،

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

::::: اور سب مُسلمانوں کے لیے عید کا دن ہے ، سُنن ابو داؤد ، سُنن النسائی ، سُنن الترمذی ۔

:::::: پہلے دس دِنوں میں کی جانے والی غلطیاں ::::::

::::: حاجی اور غیر حاجی اِن دس دِنوں میں اپنے اپنے فرائض ادا کرنے میں نہ صِرف کوتاہی کرتے ہیں بلکہ بہت سی غلطیاں کرتے ہیں جو غلطیاں عام طور نظر آتی ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں :::

:::(1) ::: لوگ عام طور پر اِن دس دِنوں کو دوسرے عام دِنوں کی طرح گُذار دیتے ہیں اور اِن میں نیک کاموں کی کثرت کرنا تو درکنار کوئی بھی نیک کام عام معمولات سے زیادہ نہیں کرتے ،

::: (2) ::: تسبیح (سُبحان اللَّه)، تکبیر (اللَّهُ اَکبَر)، تہلیل (لا اِلهَ اِلَّا اللَّه)، اور تحمید (الحَمدُ للَّه) نہیں کی جاتی یا بہت ہی کم کی جاتی ہے ، اور زیادہ تر اُسے فرض نمازوں کے بعد تک ہی محدود رکھا جاتا ہے ، جب کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اِن دس دِنوں میں گلیوں بازاروں میں اللہ کی تکبیریں بُلند کیا کرتے تھے اور دُوسرے لوگ بھی اُن کی تکبیر سُن کر تکبیر بُلند کیا کرتے تھے ،

جیسا کہ عبداللہ ابنِ عُمر اور اَبو ہُریرہ (رضی اللہ عنہما) کے بارے میں ایسا کرنے کا ثبوت میسر ہے ۔ صحیح البُخاری /کتاب العیدین/باب فضل العمل فی اَیام التشریق۔

(الحمد للہ ، اِس کی تفصیل بھی رمضان کے آخر میں عید والے مضامین بیان کی جاچکی ہے) ،

::: (3) ::: تسبیح ، تکبیر ، تہلیل اور تحمید کو با جماعت کیا جانا ،

::: (4) ::: مَردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کا بھی با جماعت اور بُلند آواز کے ساتھ اِس تسبیح ، تکبیر ، تہلیل اور تحمید میں شامل ہونا ،

::: (5) ::: تسبیح ، تکبیر اور تہلیل اور تحمید کے ساتھ موسیقی کو شامل کرنا یا رقص کرنا یا کسی اور انداز میں بد مستی کے مظاہرے کرنا ، جیسے کچھ خاص لوگوں کی زُبان (اصطلاحات) میں حالتِ جذب یا حالتِ وجد وغیرہ کہا جاتا ہے ۔ اور اِس کی تعریف کے طور پر وہ لوگ جو کُچھ کہتے ہیں سوائے کُفر کے اور کُچھ نہیں ، اگر بات لمبی ہونے کا ڈر نہ ہوتا تو اِس کی تشریح ضرور کرتا ، فی الحال اِتنا ہی کہتا ہوں کہ حالتِ جذب میں وہ لوگ شیطان میں جذب ہوتے ہیں یا شیطان اُن میں ، اور اِسی طرح وجدان میں بھی یہ ایک دوسرے کے لیے مُیسر ہوتے ہیں ۔

::: (6) ::: تسبیح ، تکبیر اور تہلیل اور تحمید کو خلافِ سُنّت اپنے الفاظ میں ، اپنی گنتی میں ، اپنے انداز میں ادا کرنا ،

::: (7) ::: تسبیح ، تکبیر اور تہلیل اور تحمید کو عام جگہوں پر با آوازِ بُلند نہ کہنا ،

::: (8) ::: تسبیح ، تکبیر اور تہلیل اور تحمید کو ، دھاگے میں دانے ، موتی یا ایسی قِسم کی کوئی چیز پرو کر بنائی گئی تسبیح ، یا کسی اور رقِسم کی گنتی کرنے والے آلے پر ، یا پتھروں اور گُٹھلیوں وغیرہ پر گِن کر کرنا ،

اِس کام کا سُنّت مبارکہ میں کوئی ثبوت نہیں ، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اپنی تسبیحات اور ذِکر کی گنتی اپنے سیدھے ہاتھ مُبارک کی پہلی پوروں پر فرمایا کرتے تھے ،

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

::: (9) ::: سارے کے سارے دس دِنوں کا روزہ رکھنا، یہ کام بھی خِلافِ سُنّت ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے کبھی اِن دس دنوں کے روزے نہیں رکھے سوائے 9 ذی الحج یعنی قیامِ عرفات کے دِن کے، جیسا کہ اِیمان والوں کی والدہ محترمہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ((((مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم صَائِمًا فِي الْعَشْرِ قَطُّ:::میں نے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (ذی الحج کے اِن پہلے) دس دِنوں کے روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا)))) صحیح مُسلم/حدیث 2846/کتاب الاعتکاف/باب 4 صَوْمِ عَشْرِ ذِي الْحِجَّةِ،

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی بعض بیگمات کی طرف سے روایت ہے کہ ((((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَصُومُ تِسْعَ ذِي الْحِجَّةِ وَيَوْمَ عَاشُورَاءَ وَثَلاَثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ أَوَّلَ اثْنَيْنِ مِنَ الشَّهْرِ وَالْخَمِيسَ:::رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم 9 ذی الحج، دس محرم اور ہر مہینے کے تین دِن (یعنی اَیامِ بیض) اور ہر مہینے کے پہلے سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھا کرتے تھے)))) سنن اَبو داؤد/حدیث 2439/کتاب الصوم/باب 62، اِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے صحیح قرار دیا،

::: دو انتہائی اَہم اور قابل غور مسائل ::: ہر مہینے کے پہلے سوموار اور جمعرات کا یہ مطلب نہیں کہ مہینے کے باقی سوموار اور جمعرات کا روزہ نہیں رکھا جائے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم ہر سوموار (پیر کے کا دِن) اور جمعرات کا روزہ رکھا کرتے تھے جیسا کہ دیگر صحیح اَحادیث میں آیا ہے،

اور اِسی طرح یہ بھی کہ اگر یوم عرفات یا کوئی اور فضیلت والا نفلی روزہ ہفتے کے دِن میں آن پڑے تو اُس دِن وہ روزہ نہیں رکھا جائے گا، کیونکہ رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے بڑی سختی کے ساتھ ہفتے کے دِن نفلی روزہ رکھنا ممنوع فرمایا ہے،

اِس موضوع اور مسئلے پر میری ایک الگ کتاب """ ہفتے کے دِن نفلی روزہ رکھنے کا حکم """ تقریباً تیار ہے، وللہ الحمد۔

::: (10) :: اَیامِ تشریق، یعنی گیارہ، بارہ، تیرہ ذی الحج کے روزے رکھنا۔

::: (11) :: جِس شخص نے قُربانی کرنے کا اِرادہ کیا ہو، قُربانی کرنے سے پہلے اُس شخص کا بغیر ضرورت کے اپنے جِسم سے کوئی بال کاٹنا یا اُکھیڑنا یا ناخن کاٹنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے حکم کی خِلاف ورزی ہے،

اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا ((((إِذَا دَخَلَتِ الْعَشْرُ وَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ فَلاَ يَمَسَّ مِنْ شَعَرِهِ وَبَشَرِهِ شَيْئًا:::جب دس دِن (یعنی ذی الحج کے پہلے دِس دِن) آ جائیں اور تُم میں سے کوئی قُربانی کرنے کا اِرادہ رکھتا ہو تو وہ اپنے بالوں اور جِسم میں سے کِسی چیز کو مت چھوئے)))) صحیح مُسلم/حدیث 5232/کتاب الاضاحی/باب 7،

بالوں اور جِسم کو مت چھوئے کا کیا مطلب ہے ؟؟؟

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِسی حدیث شریف کی دوسری دو روایات جو اِس مذکورہ بالا حدیث شریف کے بعد ہی اِمام مُسلم نے ذِکر فرمائی ہیں، اِن دو روایات میں اِس حکم کی تفصیل ملتی ہے،

یہ بھی اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہیں ایک روایت کے الفاظ ہیں:::

((((إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ وَعِنْدَهُ أُضْحِيَّةٌ يُرِيدُ أَنْ يُضَحِّيَ فَلاَ يَأْخُذَنَّ شَعْرًا وَلاَ يَقْلِمَنَّ ظُفُرًا:::جب دس دِن (یعنی ذی الحج کے پہلے دِس دِن) آ جائیں اور کِسی کے پاس قُربانی کے لیے جانور ہو اور وہ اُسے قُربان کرنے کا اِرادہ رکھتا ہو تو وہ ہر گِز اپنے بالوں میں سے بالکل کُچھ نہ لے (یعنی کوئی بال نہ کاٹے) اور ہر گِز اپنے ناخُن نہ کاٹے)))) صحیح مُسلم/حدیث 5233/کتاب الاضاحی/باب 7،

اور دوسری کے ((((إِذَا رَأَيْتُمْ هِلاَلَ ذِى الْحِجَّةِ وَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ فَلْيُمْسِكْ عَنْ شَعْرِهِ وَأَظْفَارِهِ:::جب تُم لوگ ذی الحج کا چاند دیکھ لو اور تُم میں سے کوئی قُربانی کا اِرادہ رکھتا ہو تو وہ اپنے بالوں اور ناخُنوں سے باز رہے)))) صحیح مُسلم/حدیث 5234/کتاب الاضاحی/باب 7،

اِن تمام اَحکام کی موجودگی میں قُربانی کرنے والے کسی بھی شخص کے لیے اِس بات کی کوئی گُنجائش نہیں رہتی کہ وہ قُربانی کرنے سے پہلے بغیر ضرورت کے اپنے جِسم سے کوئی بال لے یا ناخُن کاٹے، ہاں کِسی ضرورت کی صُورت میں ایسا کیا جا سکتا ہے، ایسا کیا جانے کا جواز کیا ہے، یا کِس بُنیاد پر یہ کہا جا رہا ہے، اِس کی تفصیل آگے آنے والے صفحات میں """دِین آسانی ہے""" کے زیرِ عنوان ملاحظہ فرمایے،

::: (12) ::: اگر حاجی اور حالتِ اِحرام والے کے عِلاوہ، صِرف قُربانی کرنے والا کوئی شخص بوجہ ضرورت یا بھول یا غلطی سے اپنے جِسم کا کوئی بال لے یا ناخن کاٹ لے تو اُس پر فدیہ یا جُرمانہ ہونے کا فتویٰ دینا بھی غلط ہے، کیونکہ اِیسے فتوے کی کوئی دلیل نہیں ہے، نہ اللہ کی کتاب میں نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی سُنّت میں،

::: (13) ::: کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی شخص حج کے مہینے کے دوسرے تیسرے یا پہلے دس دِنوں میں سے کِسی بھی دِن قُربانی کا اِرادہ کرتا ہے، اور اِس ارادے سے پہلے وہ اپنے بال یا ناخن کاٹ چُکا ہوتا ہے، تو اُسے یہ کہا یا سمجھا یا جاتا ہے کہ اب تُم قُربانی نہیں کر سکتے کیونکہ تُم نے چاند نکلنے کے بعد بال یا ناخن کاٹ لیے ہیں لہٰذا اب تُم قُربانی نہیں کر سکتے، یہ بات بھی اُوپر درج کی گئی اَحادیث شریفہ کے خِلافِ ہے، کیونکہ قُربانی کا ارادہ کرنے والا شخص اِس حکم کا پابند قُربانی کرنے کے ارادے کے بعد ہو گا پہلے نہیں،

::: (14) ::: کُچھ لوگ اپنی قُربانی کرنے کے لیے کِسی کو وکیل بنا دیتے ہیں یا وصیت کر دیتے ہیں، اور پھر یہ خیال کرتے ہیں کہ اب بال یا ناخن نہ کاٹنے کے حُکم کی پابندی وہ کرے گا ہم نہیں، اور بڑے آرام سے بال ناخن اور داڑھی وغیرہ کاٹتے یا تراشتے ہیں،

ایسا کرنا بالکل غلط ہے کیونکہ بال یا ناخن وغیرہ نہ کاٹنے کا حُکم اُس کے لیے ہے جو قُربانی کر رہا ہے، یا جِس کی طرف سے قُربانی کی جا رہی ہے، نہ کہ اُس کے لیے جو اُس کا نائب یا وکیل بن کر اُس کی طرف سے جانور ذبح کرے گا، یا کر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہا ہو، یا اُس کا گوشت وغیرہ تقسیم کرے گا یا کر رہا ہو،

ایسا کرنا کچھ اُسی قسم کا حیلہ ہے، جیسا کہ بنی اِسرائیل مچھلیاں پکڑنے کے لیے کیا کرتے تھے،

گویا کہ معاذ اللہ، معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دینے کی کوشش کر رہے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نےاِرشاد فرمایا ہے((((يُخَٰدِعُونَ ٱللَّهَ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّآ أَنفُسَهُم وَمَا يَشْعُرُونَ ::: (یہ لوگ اپنی طرف سے)اللہ کو اور جو ایمان لائے ہیں اُنہیں دہوکہ دے رہے ہیں مگر(اصل میں)یہ اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں، لیکن جانتے نہیں)))) سورت بقرہ(2)/آیت 9،

::: (15) ::: کسی خاندان کا بڑا جب قُربانی کا ارادہ کرے تو باقی گھر والوں کو بال یا ناخن کاٹنے یا تراشنے سے روک دینا، یہ خیال کرتے ہوئے کہ یہ لوگ بھی قُربانی کے کاموں میں شامل ہوں گے لہذا یہ بھی اپنے بال اور ناخن نہیں کاٹیں گے ۔ یہ بھی ایسا فتویٰ ہے جِس کے لیے دین میں کوئی دلیل نہیں،

::: (16) ::: قُربانی کے جانور کو کسی ایک میت کے ایصالِ ثواب کے لیے خاص کرنا،

::: (17) ::: قُربانی کرتے ہوئے جانور کی پیٹھ پر یا جسم کے کسی حصے پر ہاتھ رکھ کر یا اِس کے بغیر ہی کہنا کہ یہ قُربانی فُلان کے نام کی ہے اے اللہ اِس کا ثواب فُلان کو پہنچا دے ،اور بسا اَوقات تو چھری چلانے والا صِرف اِس بات کا ہی اعلان کرتا ہے اور جانور اللہ کے نام پر ذبح کرنے کی بجائے غیر اللہ کے نام پر کاٹ دِیا جاتا ہے ،اگر بھول سے ایسا ہو تو اِن شاءَ اللہ کوئی حرج نہیں ،لیکن یہ بات آسانی سے مانی جانی والی نہیں کہ ذبح سے پہلے بڑے اہتمام کے ساتھ اپنی نیت کا اَعلان کرنا یا کروانا تو یاد رہتا ہے مگر اللہ کا نام لینا یاد نہیں رہتا،

ثواب اور اَجر پُہنچانا اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے ،اور وہ کسی کے حکم یا ارادے کا پابند نہیں، سُبحانہُ و تعالیٰ ،اِس موضوع پر میری ایک کتاب بعنوان """ ایصالِ ثواب اور اُس کی حقیقت """ شائع ہو چکی ہے ،وللہ الحمد و ماتوفیقی اِلا باللہ۔

::: (18) ::: حرام مال میں سے قُربانی کرنا،اللہ تعالیٰ حرام مال سے دی گئی چیز کو قبول نہیں کرتا، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا ہے((((أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ لاَ يَقْبَلُ إِلاَّ طَيِّبًا:::اے لوگو، بے شک اللہ پاک ہے اور پاکیزہ کے علاوہ قبول نہیں کرتا)))) صحیح مُسلم/حدیث 2393/کتاب الزکاۃ/باب 20،

::: (19) ::: قُربانی کرنے کی مالی اَستطاعت ہونے کے باوجود بھی قُربانی نہ کرنا،

::: (20) ::: پیسے بچانے کی خاطر یا نام کرنے کے لیے کہ فُلان نے بھی قُربانی کی ہے جیسا تیسا جانور بھی ملے، لے کر قُربان کر دینا،

::: (21) ::: سارا گوشت بانٹ دینا، یا سارا ہی اپنے لیے رکھ لینا، یا صِرف اپنے خاص لوگوں میں بانٹنا جنہوں نے خود بھی قُربانی کی ہوتی ہے اور غریبوں کا خیال نہ رکھنا،

::: (22) ::: جانور قُربان کرنے کی بجائے اُس کی قیمت ادا کرنا،

::: (23) ::: عید کی نماز سے پہلے قُربانی کرنا،

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

::: (24) ::: بغیر کِسی شرعی عُذر کے اپنا جانور کِسی اور سے ذبح کروانا،

::: (25) ::: عید کی نماز پڑہنے سے پہلے کھانا پینا،

::: (26) ::: بغیر کِسی عُذر کے عید کی نماز عید گاہ میں پڑہنے کی بجائے کِسی مسجد میں پڑہنا،

::: (27) ::: عید ملتے ہوئے جو الفاظ صحابہ رضی اللہ عنہم ادا کیا کرتے تھے اُن کو بُھول کر ایسے الفاظ ادا کرنا جِن کو ادا کرنے کا نہ سُنّتِ رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم میں کوئی ثبوت ہے اور صحابہ کی سُنّت میں نہ ائمہ کے اَقوال واَفعال میں،

::: (28) ::: اِس دِن کو یا اِن دِنوں میں کِسی اور دِن کو (یا اِن کے علاوہ سال کے کِسی بھی دِن کو) قبرستان یا کِسی خاص قبر کی زیارت کے خاص کرنا،

::: (29) ::: عید ملنے کے نام پر حلال و حرام کی تمیز ختم کر کے، محرم نا محرم کا فرق مٹا کر، شرم و حیا کو رُخصت کر کے، غیرت و حمیت کا جنازہ نکال کر، عید ملن اِجتاع کرنا، ایسی ملن پارٹیاں جِن میں سب بھائی، بہنیں، دیور، بھابھیاں، انکل، آنٹیاں اور کزنز موجود ہوتے ہیں اور کِسی شرعی حد کا خیال اور لحاظ کیے بغیر ہوتے ہیں، اور کہتے ہیں ''' پردہ تو نظروں کا ہوتا ہے ''' گویا اِن کی نظریں پاک ہیں اور جن پر سب سے پہلے پردہ کا حکم نازل ہوا تھا اُن کی نظریں پاک نہ تھیں، کُچھ اپنے تئیں اِن سے بھی زیادہ مضبوط دلیل رکھتے ہیں اور یہ کہتے ہوئے سُنائی دیتے ہیں کہ ''' دِل صاف ہونے چاہیں ''' گویا اِن کے دِل تو صاف ہیں اور جِن پر سب سے پہلے پردہ کا حکم نازل ہوا تھا اُن کے دِل صاف نہ تھے، اِنّا لِلّہِ و اِنَّا اِلیہِ راجِعُونَ ، و اللَّہُ المُستعَانُ۔

محترم قارئین، مندرجہ بالا غلطیاں بہت میں سے چند ہیں صرف اِن کا ذِکر اِس لیے کیا گیا ہے یہ بہت عام نظر آتی ہیں، اِن کو سمجھ کر اِن کی اصلاح کیجیے اگر کِسی کو اِن باتوں کے بارے میں کوئی مزید وضاحت درکار ہو تو بِلا تردد طلب فرمایئے، اگر اللہ تعالیٰ مجھے آپ کے لیے خیر کے کِسی بھی معاملے میں راہنمائی کا سبب بنا لے تو یہ میری خوش بختی ہو گی، اور ہم سب کے لیے ہی اللہ کی نعمتوں میں سے ایک اور نعمت ہو گی، اور ہم سب کو بہت کُچھ سیکھنے کا موقع ملے گا، اللہ سُبحانہُ و تعالیٰ ہمارے نیک اعمال قبول فرمائے اور ہمارے گُناہ معاف فرمائے اور ہمیں ہر شر سے محفوظ رکھے۔

::::::: دِین آسانی ہے :::::::

شریعت کے اُصولوں میں سے ایک اُصول لوگوں کے لیے آسانی مہیا کرنا ہے، دعوتِ اِسلام دینے والے اور فتویٰ دینے والے کو یہ اُصول اور قانون بُھولنا نہیں چاہیے، اُسے ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ لوگوں پر سختی نہ کی جائے، بلکہ اُن کے آرام اور سُکون کا خیال رکھا جائے کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اِرشاد فرمایا ہے کہ ((((یُرِیدُ اللَّہُ بِکُم الیُسرَ وَ لا یُرِیدُ بِکُم العُسر:::اللہ تعالیٰ تم لوگوں کے لیے نرمی چاہتا ہے اور تم لوگوں کے لیے سختی نہیں چاہتا)))) سُورت البقرہ(2)/آیت 185،

اور اِرشاد فرمایا ہے کہ ((((لا یُکَلِّفُ اللَّہُ نَفساً اَلَّا وُسعَھَا:::اللہ تعالیٰ کِسی جان کو اُس کی طاقت سے زیادہ کا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پابند نہیں کرتا)))) سورت البقرہ(2)/آیت 233،

اور اپنے خلیل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے کی زُبان مُبارک سے یہ حکم ادا کروایا ہے کہ ((((بشِّرُوا وَ لا تُنفِرّوا ، وَيَسِّرُوا وَ لا تُعَسِّرُوا::: خوش خبری سناؤ اور نفرت نہ پھیلاو، اور نرمی کرو سختی نہ کرو)))) صحیح مُسلم/حدیث 1733/کتاب الجھاد والسِیر/باب 3،

ایک اور دفعہ میں فرمایا ((((يَسِّرُوا وَ لا تُعَسِّرُوا وَ سَكِّنُوا وَ لا تُنفِرّوا::: آسانی کرو اور سختی نہ کرو اور سکون پہنچاؤ نفرت نہ پھیلاؤ)))) صحیح مُسلم/حدیث 1734/کتاب الجھاد والسِیر/باب 3،

ایک اور حدیث میں فرمایا ((((الدينُ يُسرٌ::: دِین آسانی ہے)))) صحیح الجامع الصغیر/حدیث 3420،

اور فرمایا ((((إِنَّ اللَّهَ تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَأَ وَالنِّسْيَانَ وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ::: اللہ تعالیٰ نے میری اُمت کی خطاؤں ، بھول چُوک ، اور مجبوری سے درگزر فرمایا ہے)))) سُنن ابن ماجہ /حدیث 2043/کتاب الطلاق/باب 16، صحیح ابن حبان/حدیث 7219 ،إِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے صحیح قرار دِیا، صحیح الجامع الصغیر/حدیث 1731،1836

یہاں یہ بات بھی خوب سمجھنے والی ہے کہ اگر کِسی کام کے متعلق سختی والا کوئی حکم ہو تو اُس کو ویسے ہی رکھا جائے جِس طرح اپنی مرضی سے دلیل کے بغیر سختی نہیں کی جاسکتی اور کِسی جان کو کِسی ایسے کام کا پابند نہیں کیا جاسکتا جِس کے لیے اللہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی طرف سے پابندی عائد نہ کی گئی ہو، اُسی طرح سختی کے حکم کی موجودگی میں نرمی بھی نہیں کی جاسکتی، لہذا جب تک کِسی معاملے میں سختی کرنے کا صاف اور واضح حکم نہ ہو اُس وقت تک سختی نہیں کرنا چاہیے ، اگر سختی اور جُرمانے ڈالنے والے حکم دینے کے لیے اجتہاد اور قیاس کیا جاتا ہے تو نرمی کے لیے کیوں نہیں ؟؟؟

اور یہ بھی خُوب اچھی طرح سے یاد رکھنا چاہیے کہ مذکورہ بالا احادیث شریفہ سے شریعت کے طے شدہ احکام میں تبدیلی کی بھی کوئی گنجائش نہیں ، کہ ((((الدينُ يُسرٌ::: دِین آسانی ہے)))) کو بنیاد بنا کر اپنی طرف سے احکام اور عقائد بنا لیے جائیں ، مثلاً کوئی یہ کہے کہ ، کیونکہ دِین آسانی ہے ، اور چونکہ کچھ ممالک میں اتوار کو چھٹی ہوتی ہے اِس لیے نمازء جمعہ اتوار کو ادا کی جاسکتی ہے ، یا کوئی یہ کہے کہ کیونکہ دِین آسانی ہے ، لہذا اگر کسی ملک میں رمضان میں موسم بہت شدید ہو ، اور روزے کے اوقات بہت طویل ہوں تو رمضان کے روزے کسی اور موسم اور اوقات میں رکھے جاسکتے ہیں ، وغیرہ وغیرہ ،

((((الدينُ يُسرٌ::: دِین آسانی ہے)))) یقیناً ہے ، لیکن اللہ جلّ جلالہُ ، اور اُس کے خلیل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے احکام اور مقرر کردہ حُدود کے مطابق ، نہ کہ یہ کہ جِس کا جو چاہے دِین

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں آسانی کے نام پر حلال یا حرام کرتا پھرے۔

حج اور اِحرام کے معاملات میں بہت سی ایسی باتیں اور فتوے لوگوں میں مشہور ہو چکے ہیں جو یا تو سُنّت کے خلاف ہیں یا سرے سے اُن کا کوئی ثبوت ہی نہیں، وہ سب باتیں اور فتوے سوائے خود ساختہ سوچوں، فلسفوں اور ذہنی قلا بازیوں، اور فقہی گُل اَفشانی کے اور کُچھ نہیں ہیں، اور اُن کی وجہ سے مُسلمان بلاوجہ پریشانی اور مُشکلات کا شکار ہوتے رہتے ہیں، اِس قِسم کی بے بُنیاد باتیں اور فتوے صِرف حج اور اِحرام تک ہی محدود نہیں بلکہ دِین کے ہر معاملے میں اِنکی بھرمار ہے، لیکن ان شاء اللہ اِس وقت ہم صِرف حج اور اِحرام کے متعلق مشہور مگر غلط باتوں اور فتوؤں میں سے چند کا مطالعہ کریں گے، کیونکہ ہمارا یہ مضمون حج کے بارے میں ہے،

::::::: (1) ::::::: کہا جاتا ہے کہ حالتِ اِحرام میں اِحتلام کے عِلاوہ نہانا جائز نہیں، بلکہ نہانا تو در کنار سر پر پانی ڈالنا بھی جائز نہیں، یہ فتویٰ بالکُل غلط ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے عمل کے خلاف ہے، ملاحظہ فرمایے، صحیح البُخاری/حدیث 1573 /کتاب الحج/باب 38، حدیث 1840 /کتاب جزاء الصید/باب 14، ، صحیح مُسلم/حدیث 1205/کتاب الحج/باب 13، سُنن ابن ماجہ/حدیث 2934/کتاب المناسک/باب 22۔

::::::: (2) ::::::: حالتِ اِحرام میں سر کُھجانا منع ہے اگر کوئی بال گر جائے تو گُناہ ہے اور اُس کا دم دینا پڑتا ہے یعنی جُرمانے کے طور پر ایک جانور قُربان کرنا پڑتا ہے۔

::::::: (3) ::::::: سر میں سے تکلیف دہ خون نکالنے کے لیے پچھ لگوانا جائز نہیں۔

::::::: (4) ::::::: اور اِس کام کے لیے سر کے کسی حصے سے بال مُنڈوانا بھی جائز نہیں۔

یہ سب باتیں بھی اُوپر بیان کی گئی اَحادیث کے خلاف ہے۔

::::::: (5) ::::::: خوشبو سونگھنا ناجائز ہے۔

::::::: (6) ::::::: اگر ناخن ٹوٹ جائے تو اُسے کاٹنا جائز نہیں۔

::::::: (7) ::::::: سر سے دُور کپڑے چھاتے یا خیمے وغیرہ کے ذریعے سایہ کرنا، یا گاڑی میں سایے کے لیے بیٹھنا جائز نہیں۔

::::::: (8) ::::::: اِحرام کے نِچلے حصے پر پٹی (بیلٹ) باندھنا، یا اِسی طرح کی کوئی اور چیز لپیٹنا یا بوقتِ ضرورت اُس کو گرہ دِینا وغیرہ ناجائز ہے۔

::::::: (9) ::::::: ہاتھ میں گھڑی باندھنا جائز نہیں۔

::::::: (10) ::::::: دھوپ کی عینک اِستعمال کرنا جائز نہیں۔

::::::: (11) ::::::: پیسے یا کاغذات وغیرہ کو محفوظ رکھنے کے لیے کوئی تھیلی گلے میں لٹکانا جائز نہیں۔

یہ سب ایسے کام ہیں جِن کے کرنے والے کے لیے دم دینے کا فتویٰ دیا جاتا ہے، لیکن اِس فتویٰ کی کوئی دلیل نہیں، بلکہ یہ سب کام اُوپر بیان کئے گئے اُصول اور قانون کی روشنی میں جائز ہیں اور اِن کی ممانعت یا اِن کے کرنے پر کسی دم یا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جُرمانے کی اَدائیگی کے ضروری ہو جانے کی کوئی دلیل نہیں ،

اِن سب آسانیوں کو بلا دلیل سختی اور تنگی میں بدل دِیا گیا ہے ، اور جو کام حج یا عُمرے کے مناسک یعنی اَرکان میں شُمار ہوتے ہیں اُن کی تعلیم اور تلقین کی طرف توجہ دینے کی بجائے اِن باتوں پر زیادہ توجہ دِی جاتی ہے ، جِس کے نتیجے میں ہم دیکھتے ہیں کہ حاجیوں اور معتمرین یعنی عُمرہ کرنے والوں کی اکثریت بہت بڑی بڑی غلیطوں کا شکار ہوتی ہے اور بہت سے کام جو کرنے والے ہیں کیے ہی نہیں جاتے یا اُن کے خلاف کیا جاتا ہے یا اُن کاموں کو اپنی مرضی سے اپنے من گھڑت طریقوں پر کیا جاتا ہے ،

اللہ تعالیٰ ہم سب کی حالتِ پر رحم کرے ،

دِین کی تعلیم اور اپنے عقیدے اور عِبادات کی چھان بین کے معاملے میں ہم بہت ہی کسمپُرسی کا شکار ہو چکے ہیں ، دُنیا کا کوئی معمولی سا معاملہ ہو ، ایک روپے کی چیز بھی لینا ہو تو ہم بیسوں سے مشورہ کرتے ہیں ، جگہ جگہ سے پوچھتے ہیں ، مگر دِین جِس میں ہماری دُنیا اور آخرت دونوں ہی ہیں ، اُس کے معاملات کو جاننے کے لیے زیادہ سے زیادہ کیا جاتا ہے تو یہ کہ کوئی بھی کِتاب لے کر اُس میں لکھی ہوئی باتوں پر عمل کر لیا جاتا ہے یا کِسی بھی ایسے شخص کو پوچھ لیا جاتا ہے جِس کا حُلیہ دین داروں جیسا ہوتا ہے یا جِس کے بارے یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ عالِم ہے ، کبھی دلیل جاننے کی زحمت تو کی ہی نہیں جاتی لِہذا دیکھا جا رہا ہے کہ ایک ہی کام کرنے والے کو کئی طریقوں سے کرنے کی تعلیم دی جا رہی ہے اور وہ کام کئی طریقوں پر کیا جا رہا ہے اور اِن طریقوں میں سے زیادہ تر غلط ہوتے ہیں کیونکہ خِلافِ سُنّت ہوتے ہیں اور اُن کو اپنانے کی کوئی دلیل نہیں ہوتی سوائے ضِد ، منطق اور فلسفہ وغیرہ کے ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حق جاننے اُسے قُبول کرنے اور اُس پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے ۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ آنے والے صفحات میں ہم حج اور عُمرے کی اَدائیگی کے صحیح طریقے کو پڑہیں گے جو طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی سُنّتِ مُبارکہ سے ثابت ہے ، اور اُن کاموں کو بھی پڑہیں گے جو بغیر کِسی صحیح دلیل کے لوگوں نے اپنا رکھے ہیں ۔

::::::: اَحرام ، تعریف اور متعلقہ مسائل :::::::

لفظ """اَحرام""" عربی زُبان کے ایک بنیادی لفظ (مادہ) """حَرَّمَ""" سے ہے ،

اور """حَرَّمَ""" کا معنیٰ ہے اُس ایک مُذکر نے (کِسی چیز یا کام کو) حرام کیا جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے سورت البقرہ/آیت 173 میں اِرشاد فرمایا (((((اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیکُمُ المَیتَۃَ و الدَّمَ و لَحمَ الخَنزِیرِ وَمَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیرِ اللَّہِ ::: یقیناً اُس (اللہ) نے حرام کر دِیا تُم سب پر مُردار اور خون اور سُور کا گوشت اور (ہر وہ چیز) جِس کو اللہ کے عِلاوہ کِسی اور کے نام پر مشہور کیا جائے))))) ،

محترم قارئین ، اچھی طرح سے ، توجہ کے ساتھ سمجھیے ، اور پھر ہمیشہ یاد رکھیے کہ ، اِسلامی اصطلاحات میں """اَحرام""" سے مُراد وہ کیفیت ہے جِس کے ذریعے دیکھنے والوں کو پتہ چلتا ہے کہ کِسی شخص نے عُمرہ یا حج ادا یا دونوں کی ادائیگی کے لیے اپنے آپ پر وہ پابندیاں نافذ کر لی ہیں جِن کا حُکم اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی طرف سے دِیا گیا ہے ، نہ کہ اُس دو چادروں پر مشتمل اُس لباس کا جو """اَحرام""" کی حالت میں داخل ہونے اور اُس کو ظاہر کرنے کے لیے اِستعمال کی جاتی ہیں ،
دِل میں اِرادے یعنی نیت کے بعد اور میقات میں داخل ہونے سے پہلے اِس حالت کے اَظہار کے لیے اپنا عام اِستعمال کا لباس اُتار کر ایسا لباس پہننا ہوتا ہے جو اَن سِلا ہو ،
عام غلط فہمی کی بُنیاد پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ اَحرام اُس لباس کو کہا اور سمجھا جاتا ہے جِس کو عُمرہ اور حج کی ادائیگی کے لیے پہنا جاتا ہے ، جبکہ حقیقت یہ کہ اَحرام کِسی لباس کا نہیں بلکہ ایک کیفیت اور حالت کا نام ہے جِس کیفت اور حالت میں داخلہ لباس کی تبدیلی کے بعد تلبیہ کہنے کے آغاز سے ہوتا ہے اور اِس میں داخل ہونے والا بہت سی حلال چیزوں کو اللہ تبارک و تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے اَحکامات کے مُطابق اپنے لیے حرام کرتا ہے ، اور اِس شخص کو """ مُحرِم """ کہا جاتا ہے ،
جیسا کہ اِمام الصنعانی رحمہُ اللہ نے لکھا """اَحرام کا مطلب وہ کیفیت ہے جِس کے ذریعے صاحب کیفیت مُحرِم ہو جاتا ہے """ (سُبُل السّلام / کتاب الحج / وجوہ الأحرام و صفتهُ)
::::::: عُمرے یا حج کا اِرادہ کرنے والے کے لیے بہتر ہے کہ وہ حالت اَحرام میں داخل ہونے کے لیے غُسل کرے۔
::::::: اپنے جِسم پر خوشبو لگائے۔
::::::: اِس کے بعد کوئی بھی ایسا لباس پہنے جو جِسمانی اَعضاء کے مُطابق بنا ہوا نہ ہو ، جِسے فُقہا نے اَن سِلا لباس کہا ہے ، جیسے کہ چادر ، تہبند وغیرہ ، اور کوئی بھی ایسی جوتی پہنے جو اُس کے پیروں کی حفاظت کر سکتی ہو ، اور ٹخنوں سے اُوپر نہ ہو ، اور اگر ایسی جوتی مُیسر نہ ہو یا کوئی اور سبب ہو تو ٹخنوں سے اُوپر تک والی جوتی بھی اِستعمال کی جاسکتی ہے۔
::::::: ٹوپی ، پگڑی یا کوئی ایسی چیز نہیں پہنی جائے گی جو براہِ راست سر کو ڈھانپ لے۔
:::::: دلیل :::::: صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے پوچھا کہ """ مرد احرام کی حالت کیا پہنے ؟ """ ،
تو اِرشاد فرمایا ہے ((((لاَ يَلْبَسُ الْقُمُصَ وَلاَ الْعَمَائِمَ وَلاَ السَّرَاوِيلاَتِ وَلاَ الْبَرَانِسَ وَلاَ الْخِفَافَ ، إِلاَّ أَحَدٌ لاَ يَجِدُ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ ، وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ ، وَلاَ تَلْبَسُوا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ أَوْ وَرْسٌ ::: (حالت اَحرام میں) نہ تو قمیص پہنے ، اور نہ ہی پگڑی ، نہ پاجامہ ، نہ ہی برنس ، اور نہ ہی چمڑے کی جُراب ، ہاں وہ شخص کہ جِس کے پاس چپلیں نہ ہوں ، پ تو وہ چمڑے کی جُرابیں پہن لے لین اُنہیں ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ لے (یعنی جو حصہ ٹخنوں کے نیچے سے اوپر کی طرف جاتا ہے اُسے کاٹ دے) ، اور نہ ہی کوئی بھی ایسا کپڑا پہنو جِسے زعفران یا ورس (کپڑوں کو رنگنے اور خوشبو دینے والی ایک بُوٹی) نے چُھوا بھی ہو)))) صحیح البُخاری / حدیث 1542 / کتاب الحج / باب 21 ،
(برنس بازوں والے اُس چوغے کو کہا جاتا ہے جو سامنے سے کھلا ہوتا ہے ، جیسا کہ اب بھی عربوں میں بڑے لوگ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے لباس کے اوپر پہنتے ہیں، اور عام طور پر اب اُسے """بِشت""" کہا جاتا ہے)

:::::: عورت اپنے لباس میں کوئی تبدیلی نہیں کرے گی،

کیونکہ اِس کی کوئی دلیل میسر نہیں،،، لہٰذا،،، اِسلامی حدود اور اَحکامات کے مُطابق وہ کوئی بھی ایسا لباس اِستعمال کر سکتی ہے جو وہ حالتِ اَحرام سے پہلے استعمال کرتی رہی ہو،

افسوس، صد افسوس کہ آج مُسلمانوں کی اکثریت کے لیے عورت تو عورت مرد کے لباس میں بھی شرعی حُدود کی پابندی بُھولی بسری بات ہو گئی ہے اور خاص طور پر ہمارے ماحول اور معاشرے میں تو عجیب ہی حالت ہے، مُناسب طریقے اور کپڑے سے بنا ہو تو شلوار قمیص دونوں جنس کے لیے بہترین لباس ہے،

مگر شومئی قسمت ایسا نہیں ہوتا، اِس بہترین لباس کو اکثر بدترین کپڑوں سے تیار کیا جاتا ہے، اور سب سے بُرے کپڑے جنہیں میں شیطان کی پیداوار سمجھتا ہوں وہ """وائل""" اور """لون""" ہیں، اور عورتوں کے اِستعمال کے لیے خاص ہیں، کہ جِسم کے ساتھ چِپٹے رہتے ہیں اور جِسم کے ہر نشیب وفراز کو ظاہر کرتے ہیں، اور اگر پسینے یا کِسی اور سبب سے یہ گیلے ہو جائیں تو جِسمانی نشیب و فراز کے ساتھ خط و نقش اور جِلد کی رنگت بھی ظاہر کرتے ہیں، آپ کِسی وقت حرمِ مکہ تشریف لے جایے، خاص طور پر عُمرے اور حج کے دِنوں میں تو ہمارے ملکوں سے آنے والیاں تقریباً ساری کی ساری اِن شیطانی کپڑوں سے بنے ہوئے لباس میں نظر آتی ہیں، ذرا پردے کا خیال ہو تو اِسی سے ملتی جُلتی چادر بھی اُوڑھ لی اور پھر اِس آزادی سے حرم میں اور اِرد گرد گھومتی پھرتی ہیں گویا کہ اپنے گھر میں اور اپنے محرموں کے درمیان ہیں، سعودی عرب میں رہنے والی خواتین میں سے چند بُرقع پہن لیتی ہیں اور بہت ہی چند وہاں مروج عبایا اوڑھ لیتی ہیں اور کُچھ اِس طرح سے کہ اُن کا لباس اور جِسم کے بعض حصے نظر آتے رہتے ہیں اور یہ بے پردگی بے حیائی سراسر حرام ہے، ایسا کوئی بھی لباس جو صِرف نام کا لباس ہو اِستعمال کرنا حرام ہے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ہے ((((صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلاَتٌ مَائِلاَتٌ رُءُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لاَ يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلاَ يَجِدْنَ رِيحَهَا وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا ::: دو قِسم کے لوگ جہنمی ہیں، میں نے اُنہیں (ابھی تک) نہیں دیکھا، (1) وہ لوگ جِن کے پاس گائے کی دُم جیسے کوڑے ہوتے ہیں جِن سے وہ لوگوں کو مارتے ہیں، اور (2) وہ عورتیں جو اپنے آپ کو ڈھانپ کر بھی ننگی ہوتی ہیں، مائل ہو جانے والیاں اور مائل کرنے والیاں، اُن کے سر بُخت (لمبی گردن اور دو کوہان والی اُونٹنی) کے اِدھر اُدھر مائل رہنے والے کوہانوں کے طرح ہوتے ہیں، نہ یہ جنّت میں داخل ہوں گی نہ ہی اُس کی خوشبو پائیں گی، جبکہ جنّت کی خوشبو اتنے اتنے فاصلے سے آتی ہے)))) صحیح مُسلم/ حدیث 2128/کتاب اللباس و الزینۃ/باب 34،

اِس قِسم کا لباس حالت اَحرام میں پہننا تو درکنار عام حالت میں پہننا بھی جائز نہیں، اگر کِسی کی عقل میں یہ بات نہیں آتی تو وہ اپنے اِیمان کی خیر منائے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی بات کو سُن کر بھی اگر وہ اُس کو ماننے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ہچکچاتا ہے تو پھر،،،،،،،،،،،،،،،،،،،،

بات ہو رہی تھی حالتِ اَحرام میں عورت کے لباس کی ، تو عورت جائز شرعی اِسلامی لباس میں سے کوئی بھی لباس پہن سکتی ہے ،

::::::: جی ہاں ، وہ نقاب نہیں لگائے گی اور دُستانے وغیرہ نہیں پہنے گی ، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے """مُحرمہ""" کے لیے یہ حُکم فرمایا ہے ((((وَلاَ تَنْتَقِبِ الْمَرْأَةُ الْمُحْرِمَةُ وَلاَ تَلْبَسِ الْقُفَّازَيْنِ:::اور حالت اَحرام والی عورت نہ تو نقاب لگائے اور نہ ہی دُستانے پہنے)))) صحیح البُخاری/حدیث 1838 کا آخری حصہ ، سُنن النسائی/حدیث 2672 ، سُنن اَبو داؤد/حدیث 1825 ،

::::::: لیکن پردے کے لیے عورت اپنے چہرے پر کوئی کپڑا لٹکا کر اپنا چہرہ چُھپا سکتی ہے ، جیسا کہ :::

"""""اِیمان والوں کی امی جان عائشہ رضی اللہ عنہا اور اور اُن کی بہن اَسماء رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ یہ خواتین اور اِن کے ساتھ دیگر خواتین حالتِ اَحرام میں چہروں پر کپڑا لٹکا کر چہرے چُھپایا کرتی تھیں""""" ،

موطا مالک/کتاب الحج/باب 7/حدیث 16 ، مُستدرک الحاکم/حدیث 1668 ، سُنن البیہقی ، سب اَحادیث صحیح ہیں ، تفصیل کے لیے دیکھیے اِمام الالبانی رحمہُ اللہ کی ، إرواءُ الغلیل فی تخریج إحادیث منار السبیل/حدیث 1023 ،

اِمام ابنِ تیمیہ رحمہُ اللہ نے """منسک""" میں لکھا کہ :::

"""اگر عورت کِسی چیز سے اِس طرح اپنا چہرہ چُھپائے کہ وہ چیز اُس کے چہرے کو نہ چھوئے تو ایسا کرنا سب (عُلماء) کے اتفاق کے ساتھ جائز ہے ، اور اگر وہ چیز اُس کے چہرے کو چُھوتی بھی ہو تو بھی جائز ہے""" ۔

::::::: عُمرے یا حج کا اِرادہ کرنے والا میقات میں داخل ہونے سے پہلے کسی بھی جگہ سے اَحرام کا لباس پہن سکتا ہے یا حالت اَحرام میں داخل ہو سکتا ہے ، جیسا کہ آج کل ہوائی جہاز کے ذریعے آنے والے لوگ اگر چاہیں تو اپنے گھروں سے اَحرام کا لباس پہن کر نکلیں اور میقات میں داخل ہونے سے پہلے حالتِ اَحرام میں داخل ہو جائیں ، ہر مُسافر اپنی سہولت کے مُطابق کوئی بھی طریقہ اَختیار کر سکتا ہے اپنی سہولت کے لیے اگر کوئی ایسا کرے تو کوئی حرج نہیں ۔

::::::: حالتِ اَحرام میں مندرجہ ذیل کام کرنا حرام ہو جاتے ہیں :::

::::::: بال کاٹنا یا اُکھیڑنا ،

::::::: ناخن کاٹنا یا تراشنا ،

::::::: خوشبو لگانا ،

::::::: سر ڈہاپنا ، بات سر ڈہانپنے کی ہے سر پر سایہ کرنے کی نہیں ،

::::::: جنسی تعلق قائم کرنا ، نہ ہمبستری کی جائے گی نہ بوسہ لیا جائے گا اور نہ ہی شہوت کی نگاہ سے دیکھا جائے گا ، اگر اپنے ذاتی اِرادے یا کوشش کے بغیر مَنی یا مَذی خارج ہو جائے تو معروف طریقے پر طہارت اَختیار کرنا ہو گی ، اور کوئی فدیہ یا دم نہیں ،

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ الاِسلام رحمُ اللہ ابن تیمیہ نے """ منسک """ میں لکھا:::
"""اگر ہم بستری کی گئی تو ایسا کرنے والے کا حج فاسد ہو جائے گا، اور جان بوجھ کر شہوت سے بوسہ لینے یا ہم بستری کے علاوہ کوئی اور جنسی لذت لی گئی تو حج تو فاسد نہیں ہو گا لیکن ایسا کرنے والے پر دم ہے""" یعنی وہ ایک جانور قُربان کرے گا،

::::::: شکار کرنا، اگر کوئی جانور محرم یعنی حالتِ اَحرام والے شخص کے لیے شکار کیا جائے تو اِس جانور کا گوشت کھانا بھی محرِم کے لیے جائز نہیں،

::::::: نکاح یعنی شادی کرنا اور کروانا اور رشتہ کرنا،

::::::: دونوں حرم کی حدود میں درخت یا پودے کاٹنا، سِوائے اَذخر نامی بوٹی کے اور جو پودے یا جڑی بوٹیاں خُشک ہو چکی ہوں، اور سِوائے اُن درختوں کے جو لوگوں نے عمرہ یا حج کے لیے آنے والے یا عام مُسافروں کے فائدے کے لیے اگائے ہوں، یاد رہے کہ دُنیا میں صِرف دو ہی حرم ہیں حرمِ مکہ اور حرمِ مدینہ، اِن کے عِلاوہ اور کِسی جگہ کی حُرمت نہ تو اللہ کی طرف سے مُقرر کی گئی ہے اور نہ ہی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی طرف سے، یہ جو لوگ مسجد اقصیٰ کو تیسرا حرم کہتے ہیں، یہ اُن لوگوں کی مَن گھڑت بات ہے،

::::::: میقات، تعریف، محل و قوع:::::::

سابقہ صفحات میں یہ بیان کیا جا چُکا ہے کہ اَحرام کا لفظی معنیٰ کیا ہے اور اسلامی اصطلاحی معنیٰ کیا ہے اور یہ بھی بیان ہو چکا کہ """اَحرام""" کِسی لباس کا نہیں بلکہ ایک کیفیت اور حالت کا نام ہے جِس کیفت اور حالت میں داخلہ تلبیہ کے آغاز سے ہوتا ہے اور اِس میں داخل ہونے والا بہت سی حلال چیزوں کو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے اَحکامات کے مُطابق اپنے لیے حرام کرتا ہے، اور اِس شخص کو """مُحرِم""" کہا جاتا ہے،

اِب اِن شاء اللہ تعالیٰ ہم یہ جانیں گے کہ میقات کیا ہے؟ اور کون سی جگہیں میقات ہیں اور اُن کا کیا حُکم ہے؟

::::::: میقات """ وقت """ سے ہے، اور اِس کے معنیٰ ہیں"""وقت یا جگہ جو کِسی کام کے لیے مُقرر کیے جائیں""" اور """مواقیت""" اِس کی جمع ہے،

::::::: عُمرے یا حج کی نیت سے مکہ کی طرف آنے والوں کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے میقات مُقرر کی ہیں، یعنی وہ جگہیں جہاں سے حالتِ اَحرام میں داخل ہونا فرض ہو جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے حج اور عُمرہ کے احرام کے لیے جو میقات مُقرر کی ہیں وہ یہ ہیں:::

::::::: ذوالحُلّیفہ ::::::: مدینہ والوں کے لیے، اور اُس سمت سے آنے والوں کے لیے میقات ہے۔

::::::: جُحفہ ::::::: شام، مصر اور اِس سمت سے آنے والوں کے لیے میقات ہے۔

::::::: قرن المنازل ::::::: نجد والوں کی، اور اُس سمت سے آنے والوں کے لیے میقات ہے۔

::::::: یلملم ::::::: یمن والوں کی، اور اُس سمت سے آنے والوں کے لیے میقات ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

::::::: ذات عرق ::::::: عراق والوں کی،اور اُس سمت سے آنے والوں کے لیے میقات ہے ۔

::::::: میقات کے اندر رہنے والے اپنی اپنی جگہ سے حالتِ اَحرام میں داخل ہوں گے حتیٰ کہ مکہ والے بھی مکہ سے ہی حالتِ اَحرام میں داخل ہوں گے ،

صحیح البُخاری /حدیث 1524/کتاب الحج/باب 7 ، صحیح مُسلم حدیث 1181 ، 1183/کتاب الحج/باب 2 ، سُنن النسائی /حدیث 2657،2655/کتاب مناسک الحج/باب 23،سُنن أبو داؤد/حدیث 1739/کتاب المناسک/باب 9۔

::::::: حج یا عُمرہ کی نیت سے مکہ کی طرف آنے والے کے لیے جائز نہیں کہ وہ حالتِ اَحرام میں داخل ہوئے بغیر میقات میں داخل ہو ، لہذا جب وہ اپنے راستے میں آنے والی کسی بھی میقات پر پُہنچے تو نہادھو کر ، جسم کو خوشبو وغیرہ لگا کر اور اگر بال ناخن وغیرہ تراشنا ہو تو تراش کر اپنا لباس بدلے اور پھر اپنے اِرادے کے مُطابق قِبلہ رُخ ہو کر باآوازِ بُلند تلبیہ کہے۔ صحیح البُخاری/حدیث 1553/کتاب الحج/باب 29،

::::::: مشروط اَحرام :::::::

حالت احرام میں داخل ہونے والے کو اگر اپنے سفر میں کسی روکاٹ کا اندیشہ ہو ، کسی بھی سبب سے عمرہ یا حج مکمل نہ کر سکنے کا اندیشہ ہو تو وہ اپنے احرام کو مشروط کر سکتا ہے ، ایسی صُورت میں عمرہ یا حج مکمل نہ ہو سکنے کی صُورت میں اُس پر کوئی دم یا فدیہ نہیں ہو گا ،

احرام کو مشروط کرنے کا طریقہ صِرف وہی ہے جو اللہ کے رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے ضُباعۃ بنت الزبیر رضی اللہ عنہما کو سکھایا اور اِرشاد فرمایا کہ ((((حُجِّي وَاشْتَرِطِي ، قُولِي اللَّهُمَّ مَحِلِّي حَيْثُ حَبَسْتَنِي ::: تُم حج کرو ، اور مشروط کرو ، کہو کہ ، اے اللہ جہاں تو نے مُجھے روک دِیا وہی میرے حلال ہونے کی جگہ ہو گی))))

یعنی وہیں میں حالتِ اَحرام سے خارج ہو جاؤں گا ۔

صحیح البُخاری/حدیث 5089/کتاب النکاح/باب 15، صحیح مُسلم/اَحادیث 104 تا 108/کتاب الحج/باب 15،

پس جو شخص اپنے احرام کو مشروط کرنے چاہے وہ یہ معنی اور مفہوم کو سمجھتے ہوئے یہ کہے کہ ((((اللَّهُمَّ مَحِلِّي حَيْثُ حَبَسْتَنِي ::: اے اللہ جہاں تو نے مُجھے روک دِیا وہی میرے حلال ہونے کی جگہ ہو گی)))) ،

کچھ عُلماء کا کہنا ہے کہ احرام کو مشروط کرنا صِرف کسی ڈر خوف یا اندیشے کی وموجودگی میں ہی جائز ہے ، لیکن یہ بات درستگی سے دُور ہے ، """ دِین آسانی ہے """ کے مُطابق احرام کو مشروط کرنے کی سہولت سب کے میسر ہونا دُرُست ہے اِن شاء اللہ ،

::::::: اِس کے بعد ، یعنی احرام کی تیاری مکمل کرتے ہوئے ، احرام کا لباس پہن کر ، تلبیہ کہنے سے ، وہ مُسلمان (مَرد ہو یا عورت) حالتِ اَحرام میں داخل ہو جائے گا ،

کوئی بھی """ مُحرِم """ اپنے اِرادے یعنی نیّت کے مُطابق عمرہ یا حج کے مناسک پورے کیے بغیر اِس حالت سے خارج نہیں ہو تا خواہ وہ اپنے طور پر خود کو اِس سے خارج سمجھتا ہو ، لیکن شریعت کا حُکم ثبوت کے بغیر لاگو نہیں ہوتا ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

::::::: قارئین کرام اَحرام کے لباس کے لیے، یا حالتِ اَحرام کے لیے، یا اَحرام کی نیّت کے لیے، یا حج یا عُمرہ کے لیے کوئی خاص نماز نہیں، جو اِن مواقع پر یا اِن میں سے کِسی موقع پر پڑہی جائے، بلکہ ایسا کرنا بالکل خلافِ سُنّت ہے یعنی بدعت ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے فرمان کے مُطابق ہر بدعت گُمراہی ہے اور ہر گُمراہی آگ میں ہے،

ہر مُسلمان پر یہ فرض ہے کہ وہ اپنا کوئی بھی دینی معاملہ نمٹانے سے پہلے اُس کے بارے میں اپنی اَستطاعت کے مُطابق اچھی طرح سے، قُران اور صحیح ثابت شدہ سُنّت کے دلائل کے ساتھ یقینی معلومات حاصل کرے،

کِسی خام خیالی یا خوش فہمی کی بُنیاد پر کوئی بات قُبول نہ کرے، کہ اتنے بڑے فُلاں صاحب یا صاحبان کا کہنا ہے تو دُرست ہی ہو گا، یا یہ کہ اتنے لوگ یہ کام کرتے آرہے ہیں اور کر رہے ہیں تو دُرست ہی ہو گا، یا یہ کہ فُلاں جگہ پر جو کام ہو رہے ہیں وہ کیسے غلط ہو سکتے ہیں، یہ سب خام خیالیاں یا خوش فہمیاں ہیں، جبکہ دِین کے اَحکامات بالکل واضح، صحیح ثابت شدہ دلائل کی بُنیاد پر لیے جاتے ہیں حُسنِ ظن یا اَکثریت کی بُیناد پر نہیں۔

::::::: تلبیہ، تعریف، اِس کے الفاظ، اور احرام کی کیفیت :::::::

::::::: تلبیةٌ، یعنی تلبیہ ::::::: لفظ """لبیّ""" سے ہے، اور """لبیّ""" کا معنیٰ ہے """پکار کا جواب دینا"""،

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنے رسول اِبراہیم علیہ السلام کی زبانی حج کی دعوت دی حج کے لیے پکار کروائی، اور اِسی طرح اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے ذریعے حج کے لیے پکار کروائی تو اِس پکار کا جواب دیتے ہوئے جو آئے گا اپنی زبان سے بھی جواب بُلند کرتا ہوا آئے گا،

یاد رہے کہ تلبیہ نیت نہیں ہے بلکہ پکار کا جواب ہے جیسا کہ اِس کے الفاظ سے صاف ظاہر ہوتا ہے، لیکن لوگ عام طور پر اِسے نیت جانتے ہیں یا اِس کے ساتھ ایسے الفاظ جوڑ لیتے ہیں جو نیت کا اظہار کرنے کے لیے ہوتے ہیں، جو کہ نا دُرُست عمل ہے،

آیئے دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اللہ کی پکار کا جواب کِن اِلفاظ میں دیا کرتے تھے،

::::::: پہلی دفعہ تلبیہ کہنے کے لیے قبلہ رُخ ہوا جائے گا۔ صحیح البُخاری/حدیث 1553/کتاب الحج/باب 29،

::::::: اگر صِرف عُمرہ کے لیے اَحرام کیا جا رہا ہے تو صِرف عُمرہ کا ذِکر کیا جائے گا یعنی کہا جائے گا (((((لبّیکَ اللَّهُمَّ بِعُمرَةٍ ::: حاضر ہوں اے اللہ عُمرہ کرنے کے لیے حاضر ہوں)))))،

اور اگر حج اور عُمرہ کے لیے اَحرام کیا جا رہا ہے تو دونوں کا ذِکر کیا جائے گا یعنی کہا جائے گا (((((لَبّیکَ اللَّهُمَّ بِعُمرةٍ والحجِ ::: حاضر ہوں اے اللہ حج اور عُمرہ کرنے کے لیے حاضر ہوں)))))،

اور اگر صِرف حج کے لیے اَحرام کیا جا رہا ہے تو صِرف حج کا ذِکر کیا جائے گا، اور کہا جائے گا (((((لَبّیکَ اللَّهُمَّ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِعُمرَةٍ ::: حاضر ہوں اے اللہ حج کرنے کے لیے حاضر ہوں))))،

::::::: اِس تلبیہ کے بعد کہا جائے گا ((((اللَّهُمَ هذِهِ حَجَةَ لا رِياءَ فيها و لا سَمعَةَ:::اے اللہ اِس حج میں نہ کوئی دِکھاوا ہے اور نہ کوئی سُنانا)))) یعنی یہ کسی کو دِکھانے یا سُنانے کے لیے نہیں ہے،

إمام الألبانی رحمہُ اللہ نے """ مناسک الحج والعمرہ """ میں کہا کہ اِس حدیث کو إمام الضیاء المقدسی رحمہُ اللہ نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

:::::: اُوپر بیان کی گئی اَحادیث کی روشنی میں حالتِ اَحرام میں داخل ہونے کے لیے جو تلبیہ کہا جائے وہ اِس طرح ہو گا ((((لَبّيکَ اللَّهُمَ بِعُمرَةٍ يا بحجٍ يا بِعُمرةٍ والحجِ ، اللَّهُمَ هذِهِ حَجَةَ لا رِياءَ فيها و لا سَمعَةَ :::حاضر ہوں اے اللہ عُمرہ کرنے کے لیے حاضر ہوں، یا، حج کے لیے حاضر ہوں، یا، عُمرہ اور حج کے لیے حاضر ہوں ،اے اللہ اِس حج میں نہ کوئی دِکھاوا ہے اور نہ کوئی سُنانا))))،

اگر اپنے اَحرام کو مشروط کرنا ہو تو اِس تلبیہ کے بعد اُوپر بیان کیے گئے شرط کے الفاظ کو بھی ادا کیا جائے گا،

اگر کسی کو اپنے سفر میں کسی روکاٹ یا اپنے عمرے یا حج کی تکمیل کے بارے میں کوئی اندیشہ نہ بھی ہو تو بھی اپنے احرام کو مشروط کرنا بہتر ہے کیونکہ حالت اَحرام میں داخل ہونے کے بعد معتمر (عُمرہ کرنے والے) یا حاجی کو اگر کسی بھی سبب سے رُکنا پڑتا ہے اور وہ اپنا عُمرہ یا حج نہیں کر پاتا تو اُس پر کوئی جرمانہ، یا فدیہ وغیرہ نہیں ہو گا، اور نہ ہی اُس عُمرہ کو دوبارہ پورا کرنے کا حکم ہو گا، جی ہاں اگر وہ اپنے پہلے فرض حج سے رہ گیا تو اُس کی ادائیگی اُس کے ذمہ برقرار رہے گی،

:::::: اِس کے بعد دس ذی الحج کو پہلا پتھر مارنے تک تلبیہ پڑہنا بند نہیں کیا جائے گا، سوائے مسجدِ حرام میں طواف یا عُمرہ کے درمیان،

::::::: جو تلبیہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کہا کرتے تھے وہ ہی سب سے افضل اور بہترین ہے، لہذا وہ ہی کہا جائے گا، اُس کے ساتھ ساتھ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے کہے ہوئے تلبیہ جو کہ رسول اللہ نے سنے اور منع نہیں فرمایا، وہ بھی اُس طرح شامل کیے جا سکتے ہیں جِس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم نے شامل کیے، یہ سب تلبیہ مندرجہ ذیل ہیں :::

:::::: رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا کہا ہوا ایک تلبیہ ہے کہ ((((لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ ، لَبَّيْكَ لاَ شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ ، لاَ شَرِيكَ لَكَ:::(تیری پکار پر) حاضر ہوں اے اللہ (تیری پکار پر) حاضر ہوں، (تیری پکار پر) حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں (تیری پکار پر) حاضر ہوں بے شک خالص تعریف اور نعمتیں اور بادشاہی تیرے لیے ہیں، تیرا کوئی شریک نہیں)))) صحیح البخاری/حدیث 1549/کتاب الحج/باب26، صحیح مُسلم/حدیث1184/کتاب الحج/باب3،

:::::: اِس کے عِلاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا تلبیہ یہ بھی تھا:::

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((((لَبَّيْكَ إِلَهَ الْحَقِّ لَبَّيْكَ::: (تیری پکار پر) حاضر ہوں، سچے حقیقی معبود، تیری پکار پر حاضر ہوں)))) سُنن النسائی / حدیث 2751 / کتاب مناسک الحج / باب 54، سُنن ابنِ ماجہ حدیث 2920 / کتاب المناسک / باب 15، مُستدرک الحاکم / حدیث 1650۔

::::::: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے سامنے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے اِس تلبیہ میں کُچھ اَضافہ کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اُنہیں منع نہیں فرمایا، لہذا اگر کوئی صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے اُن اِلفاظ کو بھی ساتھ ادا کرنا چاہے تو کر سکتا ہے لیکن بلا شک اَفضل وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے خود کیا،

خلیل اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے دُوسرے بلا فصل خلیفہ، اَمیر المؤمنین عُمر رضی اللہ عنہُ واَرضاہُ اور اُن کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہُ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے تلبیہ کے ساتھ یہ اِلفاظ ملائے ((((لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ::: (تیری پکار پر) حاضر ہوں، (تیری پکار پر) حاضر ہوں، اور تیری اطاعت میں مستقل مددگار ہوں، اور خیر ساری ہی تیرے ہاتھ میں ہے، (تیری پکار پر) حاضر ہوں، اور ہم تجھ سے ہی سوال کرتے ہیں اور تیرے لیے ہی عمل کرتے ہیں)))) صحیح مُسلم / حدیث 1184 / کتاب الحج / باب 3،

کُچھ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے یہ اِضافہ کیا ((((ذَاالمَعَارِجِ::: سیڑھیوں والا)))) سُنن اَبو داؤد / حدیث 1810 / کتاب المناسک / باب 28،

::::::: تلبیہ باآوازِ بُلند کہا جائے گا اور ایسا نہ کرنے والے کو اِس کا حُکم دِیا جائے گا، کیونکہ ایسا کرنا حج کی نشانیوں میں سے ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو اِسکا حُکم دِیا گیا ہے۔

صحیح البُخاری / حدیث 1548 / کتاب الحج / باب 25 رَفعِ الصَّوتِ بِالإِهْلاَلِ ، سُنن النسائی / حدیث 2756 / کتاب مناسک الحج / باب 55 رفع الصوت بِالإِهْلاَلِ، سُنن ابنِ ماجہ / حدیث 2922 / کتاب المناسک / باب 16 ، سُنن الترمذی / حدیث 869 / کتاب الحج / باب 15، صحیح اَبو داؤد / حدیث 1714، اِمام الاَلبانی رحمہُ اللہ نے سب روایات کو صحیح قرار دِیا، سلسلہ اَحادیث الصحیحہ، حدیث 830۔

::::::: مکہ اور مسجدِ حرام میں داخلے کے آداب :::::::

::::::: اگر آسانی سے کیا جا سکتا ہو تو مکہ المکرمہ میں داخلہ کے لیے غُسل کرنا افضل ہے، صحیح البخاری / حدیث 1573 / کتاب الحج / باب 38،

::::::: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مکہ میں ثنیہ العلیا (جِس طرف باب معلیٰ ہے اُس) والی طرف سے داخل ہوتے اور ثنیہ سُفلیٰ سے خارج ہوتے، صحیح البخاری / حدیث 1573 / کتاب الحج / باب 40،

اگر کسی شرعی یا قانونی طور پر ممنوع کام میں ملوث ہوئے بغیر اس طرف سے داخل ہونا ممکن نہ ہو تو کِسی بھی طرف سے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داخل ہوا جا سکتا ہے اور کسی بھی طرف سے نکلا جا سکتا ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِس کی اجازت عطاء فرمائی ہے، امام الالبانی رحمہُ اللہ نے کہا یہ حدیث الفاکھی نے روایت کی ہے اور حسن ہے۔

::::::: اَنس رضی اللہ عنہُ کا کہنا ہے کہ (سُنّت یہ ہے کہ جب مسجد میں داخل ہوا جائے تو پہلے دائیں پاؤں داخل کیا جائے اور خارج ہوتے وقت بائیں پاؤں پہلے نکالا جائے) مسجد الحرام اور مسجدِ نبوی میں آتے جاتے ہوئے بھی اِس بات کا خیال رکھا جانا چاہیے، مستدرک الحاکم/ حدیث 791، سلسلہ احادیث الصحیحہ/ حدیث 2478۔

::::::: اور مسجد میں داخل اور مسجد سے خارج ہوتے وقت کی دُعاؤں میں سے کوئی دُعا کرنا بھی نہیں بھولنا چاہیے،

::::::: حرم شریف میں داخل ہو کر جب کعبہ مبارکہ نظر آئے تو ہاتھ اُٹھا کر دُعا کی جا سکتی ہے، کیونکہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہُ سے ایسا کرنا ثابت ہے۔

بحوالہ: مُصنف ابن ابی شیبہ/حدیث 15752/کتاب الحج/باب فِي الرَّجُلِ إِذَا رَأَى الْبَيْتَ أَيَرْفَعُ يَدَيْهِ أَمْ لَا کی آخری روایت، اِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے صحیح قرار دِیا، """مناسک الحج والعُمرہ/صفحہ 20"""۔

::::::: اِس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے اِس موقع پر کوئی خاص دُعا کرنا ثابت نہیں، لیکن ،،،اُن کے دُوسرے بلا فصل خلیفہ، اَمیر المؤمنین عُمر رضی اللہ عنہُ سے یہ دُعا کرنا ثابت ہے کہ """اللَّهُمَّ انتَ السَّلام ، و مِنكَ السَّلام فَحيِّنَا بالسَّلامِ ::: اے ہمارے اللہ تُم ہی سلامتی (دینے والے) ہو، اور تُم سے ہی سلامتی (ملتی) ہے، لہذا ہمیں سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ"""،

(سُنن البیہقی الکبریٰ/کتاب الحج/باب 127، اِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے صحیح قرار دِیا، """مناسک الحج والعُمرہ/صفحہ 20""")

لہذا دُعا کرنے والا جو دُعا بھی کرنا چاہے کر سکتا ہے، لیکن ،،،،اچھی طرح سے سمجھنے کی بات یہ ہے کہ اپنی طرف سے بنائی ہوئی، مختلف کتابوں میں لکھی ہوئی دُعائیں کرنے کی بجائے بہتر یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ سلم کے دُوسرے بلا فصل خلیفہ، اِیمان والوں کے نانا جان، اَمیر المؤمنین، خلیفہء راشد عُمر الفاروق رضی اللہ عنہُ کی سُنّت کو اپنایا جائے۔ اِسکے بعد عُمرہ کا آغاز کیا جائے گا۔

::::::: عُمرہ، (اور حج کی صُورت میں) طوافِ قُدوم کرنے کا طریقہ :::::

::::::: حج کے اِرادے سے آنے والے کے لیے یہ عُمرہ طوافِ قُدوم کہلاتا ہے، اور اگر کوئی صِرف عُمرہ کر رہا ہو تو بھی اُسکی ادائیگی کا طریقہ ایک جیسا ہی ہے، حجِ قِران والا چاہے تو اپنے طوافِ قُدوم کو صِرف کعبہ کے طواف پر روک سکتا ہے، اور صفا، مروہ کی سعی طوافِ اِفاضہ کے ساتھ کر سکتا ہے۔

::::::: مسجد الحرام میں داخل ہونے کے بعد حجرِ اسود کی طرف جایا جائے گا اور مندرجہ ذیل ترتیب اور طریقے سے عُمرہ کی ادائیگی مکمل کی جائے گی :::

::::::: طوافِ کعبہ :::::::

::::::: صِرف طوافِ کعبہ کے لیے اپنے دائیں (سیدھے) کندھے کو ننگا کیا جائے گا، اور صِرف کعبہ شریفہ کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طواف کے دوران ہی اِس کندھے کو ننگا رکھا جائے گا، کعبہ شریفہ کے طواف کے عِلاوہ، صفاومروہ کی سعی کے دوران یا ،حج اور عُمرے کے کسی بھی اور منسک کی ادائیگی کے دوران ،اِس کندھے کو ننگا رکھنا بدعت ہے۔

::::::: حجرِ اسود کے سامنے کھڑا ہو کر تکبیر کہی جائے گی یعنی "اللہُ اکبر" (صحیح البُخاری/حدیث 1613/کتاب الحج/باب 62)،

اور تکبیر صِرف ایک دفعہ کہی جائے گی تین دفعہ نہیں جیسا کہ عام طور پر لوگ کہتے ہیں،

اگر کوئی اِس تکبیر سے پہلے " بِسمِ اللہ " بھی کہے تو جائز ہے کیونکہ ایسا کرنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے (مناسک الحج والعمرہ/صفحہ 20""" ،للالبانی رحمہُ اللہ)۔

::::::: اِسکے بعد حجرِ اسود کو چُھوا جائے گا ، اُسے چُوما جائے گا اور اُس پر سجدہ کیا جائے گا ، جِس ہاتھ سے حجرِ اسود کو چُھوا جائے ، حجرِ اسود کی بجائے صِرف اُس ہاتھ کو چُومنا بھی درست ہے ، یہ سب کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے ثابت ہیں،

صحیح البُخاری/حدیث 1610،1611/کتاب الحج/باب 60،إرواءَ الغلیل/حدیث 1112۔

::::::: حجرِ اسود کی ،اور اُس کو چُھونے کی بڑی فضیلت ہے ،

جیسا کہ حَجرِ اسود، اور رُکن الیمانی کے بارے میں ہمارے محبوب ، خلیل اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہ بھی اِرشاد فرمایا

(((((إِنَّ مَسْحَهُمَا يَحُطَّانِ الْخَطِيئَةَ :::اِن دونوں کو چُھونا ،(اللہ کی مشیئت اور حکم سے) خطاؤں کو مٹاتا ہے))))) سُنن النسائی/حدیث 2932/کتاب مناسک الحج/باب 134،إمام الالبانی رحمہُ اللہ نے صحیح قرار دِیا،

اور حجرِ اسود کے بارے میں یہ بھی اِرشاد فرمایا ہے کہ (((((نَزَلَ الْحَجَرُ الأَسْوَدُ مِنَ الْجَنَّةِ وَهُوَ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ فَسَوَّدَتْهُ خَطَايَا بَنِى آدَمَ ::: کالا پتھر (حَجرِ اسود) جنّت سے اترا تو ہو دودھ سے زیادہ سُفید تھا، لیکن اُسے آدم کی اولاد کی غلطیوں نے کالا کر دِیا))))) سُنن الترمذی/حدیث 959 ،886/کتاب الحج/باب 49 مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْحَجَرِ الأَسْوَدِ وَالرُّكْنِ وَالْمَقَامِ،إمام الالبانی رحمہُ اللہ نے صحیح قرار دِیا،

صحیح ابن خزیمہ /حدیث 2733/کتاب المناسک/باب 182 کی روایت میں """ دودُھ کی جگہ ،برف ذِکر ہے """،

اِس روایت کو ڈاکٹر شیخ محمد مصطفیٰ الاعظمی نے حَسن قرار دِیا ہے،

اور حَجرِ اسود کے بارے میں یہ خبر بھی عنایت فرمائی ہے کہ (((((وَاللَّهِ لَيَبْعَثَنَّهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَهُ عَيْنَانِ يُبْصِرُ بِهِمَا وَلِسَانٌ يَنْطِقُ بِهِ يَشْهَدُ عَلَى مَنِ اسْتَلَمَهُ بِحَقٍّ :::اللہ کی قسم ، یقیناً اللہ قیامت والے دِن اُسے (یعنی حَجرِ اسود) کو (اِس طرح) لائے گا کہ اُس کی دو آنکھیں ہوں گی جِس سے وہ دیکھے گا، اور بولنے والی زُبان ہو گی (اور) وہ ہر اُس شخص کے بارے میں گواہی دے گا جِس نے حق کے ساتھ اُسے چُھویا ہو گا))))) سُنن الترمذی/حدیث

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

959 ،877/کتاب الحج/باب113 مَا جَاءَ فِي الْحَجَرِ الأَسْوَدِ،إمام الالبانی رحمہُ اللہ نے صحیح قرار دِیا، صحیح ابن خزیمہ/حدیث 2733،2736/کتاب المناسک/باب184،185،إمام الالبانی رحمہُ اللہ نے کہا پہلی روایت صحیح لغیرہ،اور دوسری صحیح،مُستدرک الحاکم/حدیث1680/اول کتاب المناسک،مُسنداحمد/حدیث190۔

::::: حجراسود،اور اُسے چُھونے چُومنے کے بارے میں اُہم باتیں :::::

معزز قارئین، یقیناً حجراسود کی بڑی فضیلت ہے، اور عمرے اور حج کے طواف میں اُسے دُرست عقیدے اور طریقے سے چُھونے کا،اِن شاء اللہ قیامت والے دِن فائدہ بھی ہو گا،

لیکن یہ معاملہ کہیں زیادہ اہم ہے کہ یہ سب کام سُنّت کے درجے میں ہیں اور کِسی مُسلمان کو اذیت پُہنچانا حرام ہے لہٰذا اِس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ حجرِ اسود کو چُھونے اور چُومنے کی سُنّت پر عمل کرتے ہوئے کِسی حرام کام کا شکار نہ ہو جائیں، اور ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اور اُس کے نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے دُوسروں کو تکلیف دینے سے باز رہنے کا حکم دِیا ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی طرف سے حج کے مناسک کی ادائیگی کے دوران خاص طور پر یہ حکم فرمایا گیا کہ کسی کو تکلیف نہ پہنچائی جائے،

اور یہ بھی کہ یہ جو احادیث شریفہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ قیامت والے دِن اِس حجراسود کو بولنے کی طاقت عطاء فرمائے گا، اور وہ ہر اُس شخص کے بارے میں میں گواہی دے گا جِس نے دُرُست عقیدے اور طریقے کے مطابق اُسے چُھویا ہو گا،

تو اِن احادیث شریفہ میں سے کسی بھی طور یہ سبق یا دلیل نہیں ملتی کہ حجراسود بذات خود کوئی متبرک چیز ہے ، یا بذات خود کسی کو کوئی فائدہ یا نقصان پہنچا سکتا ہے ، جیسا کہ کچھ لوگ برکت ، تبرک اور متبرکات وغیرہ کو خود ساختہ فلسفوں کے مطابق سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ کالا پتھر بذات خود ایک بابرکت چیز ہے اور اس کو تبرکاً چھونا چاہیے، اور یہ کسی کو کوئی فائدہ یا نقصان پہنچا سکتا ہے،

حق بات وہی ہے جو اللہ کے ایک سچے ولی اور انبیاء اور رسولوں کے بعد بلند ترین رتبے والوں میں سے دُوسرے نمبر والے ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے دُوسرے بلا فصل خلیفہ ، اور اِیمان والوں کے دوسرے بلا فصل أمیر عُمر الفاروق رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ نے اِرشاد فرمایا کہ :::

"""إِنِّي لأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لاَ تَضُرُّ وَلاَ تَنْفَعُ ، وَلَوْلاَ أَنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ::: میں یہ خوب جانتا ہوں کہ تُم ایک پتھر ہو اور نہ کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہو نہ کوئی نقصان، اور اگر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہیں چُومتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تمہیں نہیں چُومتا"""،(صحیح البخاری/کتاب الحج/باب 50 ما ذُکِر فی الحَجر الاسود)،

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دُوسری روایت میں ہے کہ """ وَاللّٰهِ إِنِّي لأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لاَ تَضُرُّ وَلاَ تَنْفَعُ ، وَلَوْلاَ أَنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم اسْتَلَمَكَ مَا اسْتَلَمْتُكَ ::: اللہ کی قسم میں یہ خوب جانتا ہوں کہ تُم ایک پتھر ہو اور نہ کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہو نہ کوئی نقصان ، اور اگر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہیں چُھوتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تمہیں نہیں چُھوتا """ (صحیح البخاری/کتاب الحج/باب 57 الرمل فی الحج والعمرۃ) ،

میرے إِیمان والے مؤمن بھائیو، اور مؤمنات بہنو، خوب اچھی طرح سے سمجھ رکھیے کہ ہمارے دوسرے بلا فصل خلیفہ اور أمیر رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ نے اپنے اِس حق فرمان میں ہمیں یہ سمجھایا ہے کہ اِن چیزوں اور اِن مقامات میں اپنی کوئی صلاحیت یا برکت نہیں ، اور نہ ہی کسی بھی چیز کے بارے میں نفع مند یا نقصان دہ ہونے کی بات کو اللہ یا اُس کے رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی طرف سے خبر کے بغیر مانا جا سکتا ہے ،

اور چونکہ حَجر اسود کے بارے میں اُس کے بابرکت ہونے ، یا کسی طور فائدہ مند یا نقصان دہ ہونے کی کوئی خبر نہیں اِس لیے یہ حق اعلان فرمایا کہ اللہ کی قسم میں یہ خوب جانتا ہوں کہ تُم ایک پتھر ہو اور نہ کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہو نہ کوئی نقصان ، اور اگر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہیں چُھوتے ہوئے ، اور چُومتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تمہیں نہیں چُھوتا ، اور نہیں چُومتا ،

اور نبی اکرم محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے صِرف اتنا اور وہی کام کیا جو اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے کِیا تھا ، اپنی طرف سے کوئی فلسفے بنا کر کسی چیز یا کام کو کوئی ایسا مُقام یا رُتبہ نہیں دِیا جِس کی قران کریم اور صحیح حدیث شریف میں سے کوئی دلیل نہ ہو ،

کچھ لوگ ، اپنے غلط عقائد ، جن کی کوئی صحیح دلیل انہیں نہ تو اللہ کی کتاب کریم قران حکیم سے میسر ہے ، اور نہ ہی اللہ کے خلیل ، اللہ کے آخری رسول ، اللہ کی طرف سے آخری معصوم ، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی صحیح ثابت شدہ تعلیمات سے ، اور نہ رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے ،

جی ، تو کچھ لوگ جو اِسلام سے منسوب بھی ہیں ، اپنے غلط عقائد کو دُرست دِکھانے کے لیے غلط حرکات کرتے رہتے ہیں ، چند روز پہلے ایک بھتیجے نے ایسی ہی حرکات میں سے ایک حرکت کے بارے میں بتایا ،

جِس کے ذریعے کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے دُوسرے بلا فصل خلیفہ اور ہمارے یعنی مؤمنین کے دُوسرے بلا فصل أمیر عُمر الفاروق رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ کے ، حَجر اسود کے بارے میں فرمائے گئے مذکورہ بالا فرمان مُبارک کو ، رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے چوتھے بلا فصل خلیفہ اور ہمارے یعنی مؤمنین کے چوتھے بلا فصل أمیر علی رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ سے منسوب ایک قول کے مُطابق غلط دِکھانے کی کوشش کی ،

اور اِس مذموم کوشش میں ایک مضمون لکھ مارا اور اُس مضمون کے آغاز میں یہ روایت نقل کی کہ :::

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"""عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: حَجَجْنَا مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَلَمَّا دَخَلَ الطَّوَافَ اسْتَقْبَلَ الْحَجَرَ، فَقَالَ: "إِنِّي أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ، وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَكَ مَا قَبَّلْتُكَ ثُمَّ قَبَّلَهُ"

فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، إِنَّهُ يَضُرُّ وَيَنْفَعُ، قَالَ: بِمَ؟ قَالَ بِكِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَ: وَأَيْنَ ذَلِكَ مِنْ كِتَابِ اللهِ؟، قَالَ: قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: **وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ**، الیٰ قوله:بَلَى، خَلَقَ اللهُ آدَمَ وَمَسَحَ عَلَى ظَهْرِهِ فَقَرَّرَهُم بِأَنَّهُ الرَّبُّ وَأَنَّهُمُ الْعَبِيدُ، وَأَخَذَ عُهُودَهُمْ، وَمَوَاثِيقَهُمْ وَكَتَبَ ذَلِكَ فِي رَقٍّ(فی رق: و الرق بالفتح : الجلد يكتب فيه و الكسر لغة قليلة و قرأبها بعضهم فى قوله تعالى:"فی رق منشور". انتهی۔(1/321)المصباح المنیر۔ب) وَكَانَ لِهَذَا الْحَجَرِ عَيْنَانِ وَلِسَانَانٌ، فَقَالَ : افْتَحْ فَاكَ، فَفَتَحَ فَاهُ فَأَلْقَمَهُ ذَلِكَ الرَّقُّ، فَقَالَ: اشْهَدْ لِمَنْ وَافَاكَ بِالْمُوَافَاةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَإِنِّي أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "يُؤْتَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِالْحَجَرِ الْأَسْوَدِ وَلَهُ لِسَانٌ ذَلْقٌ يَشْهَدُ لِمَنْ يَسْتَلِمُهُ بِالتَّوْحِيدِ"، فَهُوَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ يَضُرُّ وَيَنْفَعُ، فَقَالَ عُمَرُ: أَعُوذُ بِاللهِ أَنْ أَعِيشَ فِي قَوْمٍ لَسْتُ فِيهِمْ يَا أَبَا الحَسَنِ"""،

اور اس روایت کے غلط حوالہ جات دیتے ہوئے اِس روایت کو امام بخاری رحمہُ اللہ کی تاریخ میں منقول لکھا، اور اس کے علاوہ یہ بھی لکھ مارا کہ اسے ترمذی، نسائی، طبرانی، امام بیہقی اور امام حاکم نے روایت کیا ہے،

لیکن کوئی تفصیلی حوالہ نہیں دِیا، اِس قِسم کے مجہول حوالہ جات دیکھ کر ہی بات کی دُرُستگی اور سچائی کا انداز ہو جاتا ہے، پھر بھی ہم اِس قول کو چھان بین کے نتائج کا مطالعہ کرتے ہیں، تا کہ اِن شاء اللہ قارئین کرام کسی دھوکہ دہی کا شِکار نہ ہو سکیں،

قارئین کرام، یہ قول مجھے تو امیر المؤمنین فی الحدیث، امام محمد بن اِسماعیل البخاری کی تاریخ الکبیر، تاریخ الاوسط، اور تاریخ الصغیر میں کہیں نہیں مل سکا،

اور اسی طرح یہ قول سُنن الترمذی، سُنن النسائی، معجم الکبیر للطبرانی، معجم الاوسط للطبرانی، معجم الصغیر للطبرانی میں کہیں دریافت نہیں ہو سکا، بلکہ اِن کتابوں میں رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے دُوسرے بلا فصل خلیفہ اور ہمارے دُوسرے بلا فصل اَمیر عُمر الفاروق رضی اللہ عنہُ و اَرضاہُ کا وہی قول مذکور و منقول ہے جس میں ہمیں صحیح عقیدے کا درس دِیا گیا ہے،

جی یہ منقولہ بالا روایت ،امام البیہقی رحمہُ اللہ نے """شعب الایمان / کتاب المناسک /باب 3فضیلۃ الحجر السود، والمقام، والاستلام والطواف بالبیت، والسعی بین الصفا والمروۃ""" ، میں روایت کی ہے،

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اِمام الحاکم رحمہُ اللہ نے """المستدرک علی الصحیحین /حدیث 1682/اول کتاب المناسک، میں سے حدیث 73 """ میں روایت کی ہے،

اِمام البیہقی رحمہُ اللہ کی روایت کی سند یہ ہے :

""" أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى الْعَدْلُ، مِنْ أَصْلِ كِتَابِهِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صَالِحٍ الْكَيْلِينِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَبِي عُمَرَ الْعَدَنِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْعَمِّيُّ، عَنْ أَبِي هَارُونَ الْعَبْدِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ """،

اور اِمام الحاکم رحمہُ اللہ کی روایت کی سند یہ ہے :

""" أَخْبَرَنَاهُ أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى الْعَدْلُ، مِنْ أَصْلِ كِتَابِهِ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ صَالِحٍ الْكِيلِينِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَبِي عَمْرٍو الْعَدَنِيُّ، ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْعَمِّيُّ، عَنْ أَبِي هَارُونَ الْعَبْدِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ """،

غور فرمایے قارئین کرام، دُونوں کی سند تقریباً ایک ہی ہے، بس اِمام الحاکم کی سند کے آغاز میں ایک راوی زیادہ ہے، اور دونوں کی سند میں """ابو ھارون العبدی """ نامی راوی مشترک ہے، جس کا پورا نام """عمارۃ بن جوین، ابو ھارون العبدی """ ہے،

اس راوی کو محدثین کرام نے """غیر قوی، یعنی نا قابل اعتماد، اور جھوٹا اور شیعی """ قرار دِیا ہے،

خود اِمام البیہقی رحمہُ اللہ نے """ شعب الایمان """ میں یہ روایت ذِکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ :::

""" قَالَ الشَّيْخُ أَحْمَدُ: " أَبُو هَارُونَ الْعَبْدِيُّ غَيْرُ قَوِيٍّ ::: شیخ احمد کا کہنا ہے کہ ابو ھارون العبدی مضبوط (یعنی قابل اعتماد) نہیں ہے """،

::::::اِمام العینی رحمہُ اللہ نے """عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری/کتاب الحج/باب ما ذُکر فی الحجر الاسود """میں کہا ہے کہ """ وفي سنده أبو هارون عمارة بن جوين ضعيف:::اِس کی سند میں ابو ھارون بن جوین ہے جو ضعیف ہے """،

:::::: امام السیوطی رحمہُ اللہ نے بھی """شرح النسائی/حدیث2938""" کی شرح میں مستدرک الحاکم کی اِس روایت کو """ضعیف"""قرار دِیا ہے، خیال رہے کہ یہ روایت """سُنن النسائی""" میں نہیں ہے، بلکہ امام السیوطی رحمہُ اللہ نے اسے سُنن النسائی کی شرح میں مستدرک الحاکم کے حوالے سے مختصراً ذِکر کیا ہے،

:::::: اس روایت کے بارے میں امام حافظ ابن العربی المالکی رحمہُ اللہ نے """عارضۃ الاحوذی بشرح صحیح الترمذی/ابواب الحج/باب فضل الحجر الاسود""" میں کہا کہ """ ليس له اصل ولا فصل فلا تشغلوا به لحضه:::اِس روایت کی کوئی اصل نہیں لہذا اس میں خود کو مشغول مت کرو """

اِس کے علاوہ دیکھیے :::

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام شمس الدِین الذھبی رحمہُ اللہ کی"""دیوان الضعفاء والمتروکین وخلق من المجھولین وثقات فیھم لین ،ترجمہ رقم3000"""،

اور امام ابن سعد کی """طبقات الکبریٰ/ترجمہ رقم3190"""،

اور تفصیلی معلومات کے لیے دیکھیے اِمام شمس الدِین الذھبی رحمہُ اللہ کی """ میزان الاعتدال / ترجمہ رقم 6018"""،

لہٰذا سند کے اعتبار سے یہ روایت نا قابل اعتبار اور نا قابل حجت ہے ، اور یوں بھی اس میں جو کچھ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہُ سے منسوب کیا گیا ہے وہ کسی عام سے مؤمن سے متوقع نہیں ، چہ جائیکہ امیر المؤمین علی رضی اللہ عنہُ کے بارے میں اُسے مانا جائے ،

یہ روایت اُن لوگوں کی کاروائی ہے جو ہر معاملے میں امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کو امیر المؤمنین عمر الفاروق سے اعلیٰ دِکھانا چاہتے ہیں ، لیکن شاید انہیں یہ یاد نہیں رہتا کہ اس روایت میں علی رضی اللہ عنہُ نے عمر الفاروق رضی اللہ عنہُ کو امیر المؤمنین مانا ہے ، مگر علی رضی اللہ عنہُ کی محبت اور شیعیت کا راگ الاپنے والے عمر الفاروق رضی اللہ عنہُ کو امیر المؤمنین نہیں مانتے اور اپنی اس باطل ضِد کو دُرُست دکھانے کے لیے اپنے ہی امام رضی اللہ عنہُ کو بھی """ تقیہ """ کرنے والے بنانے پر لگ جاتے ہیں ، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ،

خیر ،اِس وقت میرا موضوع لوگوں امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہُ اور اُن کے اہل خانہ و اولاد سے نام نہاد محبت نہیں ، بلکہ اُس غلط روایت کی حقیقت واضح کرنا ہے جِسے لوگ اپنے باطل عقائد کی دلیل بنانے کی کوشش کرتے ہیں ،

آخر میں گذارش ہے کہ ، جو کچھ ہمارے رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے دُوسرے بلا فصل خلیفہ ، ہمارے دُوسرے بلا فصل اُمیر عُمر الفاروق نے اپنے اِس قول میں اِرشاد فرمایا ہے ،اُس کی جو شرح میں نے اپنی کتاب میں سے اقتباس کے طور پر پیش کی ہے ، تقریباً وہی کچھ امام البیہقی رحمہُ اللہ نے بھی اپنی """شعب الایمان"""میں اِسی کمزور سند والی کمزور نا قابل حجت روایت کے بعد اِن الفاظ میں لکھی ہے کہ :::

""" قَالَ الشَّيْخُ أَحْمَدُ: "أَبُو هَارُونَ الْعَبْدِيُّ غَيْرُ قَوِيٍّ فَإِنْ صَحَّ فَأَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ قَدْ عَبَدَ الْحَجَرَ فَحِينَ أَهْوَى إِلَى الرُّكْنِ كَأَنَّهُ هَابَ مَا كَانَ عَلَيْهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَتَبَرَّأَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سِوَى اللهِ تعالى وَأَخْبَرَهُ بِأَنَّهُ حَجَرٌ لَا يَضُرُّ وَلَا يَنْفَعُ يُرِيدُ مَا كَانَ عَلَى هَيْئَتِهِ حَجَرًا وَإِنَّهُ إِنَّمَا يَقْبِلُهُ مُتَابَعَةً لِلسُّنَّةِ.

وَقَوْلُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِنَّهُ يَضُرُّ وَيَنْفَعُ يُرِيدُ بِهِ إِذَا خَلَقَ اللهُ تَعَالَى فِيهِ حَيَاةً وَأَذِنَ لَهُ فِي الشَّهَادَةِ وَذَلِكَ أَنَّهُ يَعْلَمُ بِخَبَرِ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ عِنْدَهُ فِي ذَلِكَ خَبَرٌ فَأَخْبَرَ بِهِ فَقَبَّلَهُ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ::: شیخ احمد کا کہنا ہے کہ ،ابو ھارون العبدی مضبوط (یعنی قابل اعتماد) نہیں ،اگر یہ (بات) صحیح ثابت ہوتی ہو تو (پھر اِس کا مفہوم یہ ہے کہ)اُمیر المؤمنین عُمر رضی اللہ عنہُ چونکہ (اِسلام سے پہلے اِس کالے) پتھر کی عبادت کرتے تھے ، پس جب وہ (حجر اسود والے) کونے کے پاس پہنچے تو اِسلام سے پہلے والے زمانے میں اُن پر پائے جانے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے خیالات کی وجہ سے (دوسروں کے لیے عقائد میں غلطی کا) اندیشہ محسوس کیا لہٰذا اللہ تعالیٰ کے عِلاوہ ہر چیز سے بری الذمہ ہوتے ہوئے یہ خبر دِی کہ یہ حجر اسود تو محض ایک پتھر ہے، اپنے پتھر ہونے کی صُورت اور کیفیت میں کسی کو کوئی فائدہ یا نقصان نہیں پہنچا سکتا، اور وہ اِس پتھر کو صِرف (نبی اللہ محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم) کی سُنّت کی پیروی کرتے ہوئے چُوم رہے ہیں،

اور امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ ُ کا فرمان کہ یہ پتھر نقصان اور فائدہ دیتا ہے تو اُن کی مُراد یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اِس پتھر کو زندگی دے گا اور اِسے گواہی دینے کی اجازت دے گا (تو یہ پتھر فائدہ یا نقصان دینے والا ہو جائے گا) اور یہ بات انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی خبر کے ذریعے جانی، اور اِس معاملے کے بارے یہ خبر اُن (یعنی اَمیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ ُ) کے پاس تھی لہٰذا اُنہوں نے یہ خبر (اَمیر المؤمنین) عُمر (رضی اللہ عنہ ُ) کو دِی تو اُنہوں نے (یعنی (اَمیر المؤمنین عُمر رضی اللہ عنہ ُ) نے حَجر اسود کو چُوما، اللہ اُن دونوں پر راضی ہوا""

لہٰذا یہ واضح ہے اور الحمد للہ صدیوں پہلے کے اَئمہ کرام رحمہم اللہ کے بیان سے واضح ہے کہ ہمارے اَمیر المؤمنین عُمر الفاروق یہ حجر اسود کے بارے میں کہا ہوا قول توحید خالص کا ایک سبق ہے، اور کسی بھی چیز کی کسی فضیلت کی بنا پر اُس چیز کے لیے اُس فضیلت سے بڑھ کچھ بھی اور ماننے کو غلط ثابت کرنے والا ہے، پس مُبارک اور متبرک وہی چیز، مُقام یا لوگ مانے جا سکتے ہیں جِس کے بارے میں اُن کے بابرکت، مُبارک یا متبرک ہونے کی خبر اللہ تبارک و تعالیٰ یا اُس کے خلیل محمد رسول اللہ صلی علیہ و علی آلہ وسلم کی طرف سے ثابت ہو،

محترم قارئین، دیکھ لیجیے کہ اگر اِس روایت کو دُرست بھی مان لیا جائے تو بھی صدیوں پہلے ہمارے اَئمہ کرام رحمہم اللہ کی طرف سے اِس میں ہمارے دونوں اَمیروں کی بہترین فقہ اور خالص توحیدی عقیدے کے مطابق شرح پیش کی جا چکی ہے، جو کسی بھی قِسم کے غلط عقیدے کو رد کرنے والی ہے، وللہ الحمد،

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق جاننے ماننے اپنانے اور اُسی پر عمل پیرا رہنے کی توفیق عطاء فرمائے،

طواف کے طریقے کے بیان کی طرف واپس آتے ہوئے کہتا ہوں کہ :::

::::::: اگر طواف کرنے والا کسی چیز پر سوار ہو تو حجرِ اَسود کو کِسی چھڑی وغیرہ سے چھو کر اُس چھڑی وغیرہ کو چُوم سکتا ہے۔ صحیح البُخاری/حدیث 1607/کتاب الحج/باب 15، صحیح مُسلم/حدیث 1275/کتاب الحج/باب 42،

::::::: اگر لوگوں کو تکلیف دیئے بغیر حجرِ اَسود کو ہاتھ سے چُھونا ممکن نہ ہو تو اُس کی طرف اشارہ کیا جائے گا (صحیح البُخاری/حدیث 1612، 1613/کتاب الحج/باب 61،62) یاد رکھیے کہ ہاتھ کو چوما نہیں جائے گا، یہ خلافِ سُنّت ہے یعنی بدعت ہے۔

::::::: اِسکے بعد کعبہ کے گرد سات چکر لگائیں جائیں گے، حجرِ اَسود سے حجرِ اَسود تک ایک چکر،

ہر چکر کے آغاز میں حجرِ اَسود کو چُھوا جائے گا، اُوپر بیان کی گئی باتوں کو اچھی طرح سے یاد رکھ کر ایسا کیا جانا چاہیے۔

::::::: کسی کو تکلیف دیئے بغیر اگر ممکن ہو تو طواف کے ہر چکر میں رکنِ یمانی کا اِستلام بھی کیا جائے گا، یعنی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُسے چھویا جائے گا، لیکن اُس کو چُھو کر ہاتھ چومنا، یا نہ چُھونے کی صُورت میں اُس کی طرف اِشارہ کرنا، یا اِشارہ کر کے ہاتھ چُومنا خِلافِ سُنّت ، یعنی بدعت ہے، (رکن یمانی کعبہ شریفہ کا وہ کونہ ہے جو طواف ختم ہونے میں رکنِ حجرِ اسود سے پہلے آتا ہے)۔

::::::: طواف کرتے ہوئے کعبہ کے جو دو کونے حجرِ اسود کے بعد آتے ہیں اُنہیں رُکنین شامین یعنی دو شامی کونے کہا جاتا ہے ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اِن دونوں کونوں کو نہیں چُھویا(صحیح البخاری /حدیث 1609/کتاب الحج/باب 59) لہٰذا اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی اتباع اور پیروی کرتے ہوئے اِن دونوں کونوں کو نہیں چُھونا چاہیے۔

::::::: رکن یمانی اور رکنِ حجر کے درمیان یہ دُعا کی جائے گی(((((رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ:::اے ہمارے رب ہمیں دُنیا میں (بھی)اچھائی عطاء فرما،اور آخرت میں (بھی)اچھائی عطاء فرما ، اور ہمیں آگ کے عذاب سے محفوظ فرما)))) صحیح ابو داؤد/حدیث 1653،سُنن ابو داؤد /حدیث 1894/کتاب المناسک/باب 53 الدُّعَاءِ فِي الطَّوَافِ۔

::::::: اِسکے علاوہ کعبہ شریفہ کے طواف میں کوئی دُعا یا ذِکر نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی ذات مبارک سے ثابت نہیں، لوگوں نے ہر چکر کے لیے اور ہر کونے کے لیے اور میزابِ رحمت وغیرہ کے لیے جو دُعائیں مقرر کر رکھی ہیں اُن دُعاؤں کی سُنّت میں کوئی اصل نہیں لہٰذا کسی مُقام کے لیے کِسی دُعا کو خاص کرنا دُرُست نہیں۔

::::::: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ہے(((((الطَّوافُ بِالْبَيْتِ صَلاَةٌ إِلاَّ أَنَّ اللَّهَ أَحَلَّ فِيهِ الْمَنْطِقَ ، فَمَنْ نَطَقَ فِيهِ فَلاَ يَنْطِقْ إِلاَّ بِخَيْرٍ::: گھر (یعنی اللہ کے گھر) کا طواف نماز ہے لیکن اِس میں اللہ نے بولنا حلال کر دِیا ہے لہٰذا جو بولے تو خیر کے عِلاوہ کچھ نہ بولے))))) صحیح ابن حبان/حدیث 3836/کتاب الحج/باب دَخُول مَكة، شیخ شعیب الارناؤط نے صحیح قرار دیا ہے، سُنن الدارمی/حدیث 1900/ومن کتاب المناسک/باب 32،

ایک اور روایت میں ہے کہ (((((الطَّوافُ بِالْبَيْتِ صَلاَةٌ فَأَقِلُّوا مِنَ الْكَلاَمِ:::لہٰذا اِس (یعنی طواف) میں بولنے میں کمی رکھو)))) صحیح ابن خزیمہ /حدیث 2739،سُنن الترمذی/حدیث 960/کتاب الحج/باب 112 باب مَا جَاءَ فِي الكَلَامِ فِي الطَّوافِ، سُنن النسائی حدیث 2922/کتاب مناسک الحج/ باب 136 إباحة الكلام فی الطواف ،مستدرک الحاکم/ 3056،3057،احادیث شریفہ کا درجہ صحت " صحیح "ہے،دیکھیے،اِرواءُ الغلیل/حدیث 121۔

:::کتابی دُعائیں یا دِلی دُعائیں::::

لہٰذا کعبہ شریفہ کے طواف کے دوران، کوئی بھی دُعا مانگی جاسکتی ہے اور کِسی بھی زُبان میں مانگی جاسکتی ہے،اللہ تعالیٰ ہر زُبان کو جاننے والا ہے اگر ہاتھ میں کِتابیں تھام کر اُن میں لکھے ہوئے الفاظ کو کِسی سمجھ کے بغیر دُہرایا جائے اور وہ بھی غلط تلفظ میں تو دِل کی حاضری کیا ہو گی ؟؟؟

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جس عبادت میں دِل حاضر نہیں دماغ اور زبان کا آپس میں کوئی واسطہ نہیں اُس کا کیا فائدہ اور اثر؟؟؟ کہ پڑھنے والے کو پتہ ہی نہیں کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے؟؟؟ کِس سے کیا کہہ رہا ہے؟؟؟ کیا مانگ رہا ہے؟؟؟

محترم قارئین، یاد رکھیے کہ سُنّت کے خلاف اور دِل و دماغ کی غیر حاضری کی حالت میں کی گئی لاکھوں عبادتوں سے بہتر وہ ایک عبادت ہے جو سُنّت کے مُطابق اور دِل و دماغ کی حاضری کے ساتھ کی جائے۔

::::::: کعبہ کے طواف میں پہلے تین چکروں میں """رَمل""" کیا جائے گا (صحیح البُخاری/حدیث 1602، 1603، 1604) """رمل""" کا مطلب ہے، کِسی چاق و چوبند آدمی کی طرح کندھے ہلاہلا کر ہلکی رفتار سے دوڑنا، اِس کیفیت کو """سعی""" بھی کہتے ہیں یعنی وہ کیفیت جو ہلکے ہلکے بھاگنے اور جلدی جلدی چلنے کے درمیان کی کیفیت ہو، جسے ہم کچھ ہلکے انداز میں کی گئی جاگنگ (tempo jogging Slow) بھی کہہ سکتے ہیں۔

::::::: طوافِ کعبہ کے بعد، اور صفا و مروہ کی سعی کے درمیان کیے جانے والے کام :::::::

::::::: کعبہ کا طواف مکمل کرنے کے بعد، اپنے سیدھے کندھے کو ڈھانپ لیا جائے گا، جِسے طواف کے لیے ننگا کیا گیا تھا، اور پھر ملتزم کے ساتھ سینہ، چہرہ اور ہتھیلیاں اور کہنی تک بازو لگا کر کُچھ دیر کھڑا رہا جائے گا۔

سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / حدیث 2138، "منسک" شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہُ اللہ۔

[[[ملتزم کعبہ مشرفہ کے اُس حصہ کو کہا جاتا ہے جو حجرِ اَسود اور کعبہ کے دروازے کے درمیان ہے]]]

::::::: اِسکے بعد مُقام ابراہیم کے دو نفل ادا کیے جائیں گے، اِس طرح کہ مُقامِ ابراہیم نمازی اور کعبہ کے درمیان میں آئے اور اِس بات کا خیال رکھا جائے گا کہ کِسی کو اپنے سامنے سے نہ گزرنے دِیا جائے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے حکم دِیا ہے، اور یہ حکم ہر نماز اور ہر جگہ کے لیے عام ہے، اِس حکم میں سے مسجد الحرام یا مسجِدِ نبوی یا کِسی اور جگہ کو نکالنے کی کوئی دلیل نہیں، جی ہاں، اگر وہاں رش ہو جو یقیناً ہوتا ہے تو پھر مقامِ ابراہیم کے نفل حرم میں کہیں بھی، لیکن کِسی نہ کِسی چیز کی آڑ میں پڑھے جائیں، یاد رہے کہ آڑ لیے بغیر نماز پڑھنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے منع فرمایا ہے (صحیح ابن خزیمہ) اور یہ حکم ہر جگہ کے لیے ہے۔

[[[سُترہ کے وجوب اور مسائل کے بارے میں ایک مضمون الگ سے نشر کیا جا چکا ہے، وللہ الحمد]]]

::::::: اِس کے بعد زمزم کی طرف جا کر اور زمزم پیا جائے اور سر پر ڈالا جائے۔

::::::: پھر حجرِ اسود کی طرف واپس آ کر تکبیر کہی جائے گی اور اُس کا استلام کیا جائے گا یعنی اُسے چھویا جائے گا۔

::::::: صفا اور مروہ کی سعی :::::::

::::::: طواف کعبہ، مقامِ ابراہیم کے دو نفل، زمزم پینے اور سر پر ڈالنے، اور حجرِ اسود کے استلام کے ساتھ تکبیر کہنے کے بعد صفا کی طرف جانا ہے اور صفا کی طرف جاتے ہوئے جب صفا کے قریب پہنچیں تو یہ آیت پڑھی جائے گی(((((اِنَّ الصَّفا والمروۃَ مِن شعائِرِ اللّٰہ فَمَن حجَّ البَیتَ او اعتمَرَ فلا جُناحَ علَیہِ ان یَطوَّفَ بِھِمَا، و مَن تَطوعَ خیراً فاِنَّ اللّٰہَ شاکرٌ عَلیم :::بے شک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں، لہٰذا جو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھر کا حج کرے یا عُمرہ کرے اور اِن دونوں کا طواف کرے تو اُس پر کوئی گناہ نہیں اور جو خود اپنا کر (یعنی اُس پر فرض ہوئے بغیر) کوئی نیک کام کرتا ہے تو اللہ قدر کرنے والا اور سب سے زیادہ علم رکھنے والا ہے))))سورت بقرہ(2)/ آیت 158،

اور یہ کہے (((((نَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللَّهُ بِهِ::: ہم بھی اُسی سے شروع کرتے ہیں جِس سے اللہ نے شروع کیا))))) سُنن ابو داؤد/حدیث 1907/کتاب المناسک/باب58، سُنن النسائی/حدیث 2983/کتاب مناسک الحج /باب168،سُنن الترمذی/حدیث 872/کتاب الحج/باب38،سُنن ابن ماجہ/کتاب المناسک/باب84،اِن تمام روایات کو اِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے صحیح قرار دِیا ہے۔

::::::: پھر صفا پر چڑھا جائے گا یہاں تک کہ کعبہ دیکھا جائے اور اگر ایسا ممکن نہ ہو تو کعبہ کی طرف رُخ کر کے اللہ کی توحید بیان کی جائے ، اور اُس کی بڑائی بیان کی جائے ، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے کیا، تین دفعہ تکبیر کہی جائے اور کہا جائے (((((لا اِلہَ اِلّا اللّہَ وحدَہُ لا شریکَ لہُ لہُ المُلکُ ولہُ الحمدُ یُحیِ و یُمیتُ و ھُوَعلیٰ کُلِّ شيٍ قدیرٌ::: اللہ کے علاوہ کوئی سچا اور حقیقی معبود نہیں (اُس کے عِلاوہ جتنے بھی معبود ہیں وہ سب باطل اور جھوٹے معبود ہیں) اللہ اکیلا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں، (حقیقی اور سچی) تعریف اسی کی ہے ، اور (حقیقی اور حتمی) بادشاہی اُسی کی ہے ، وہی زندہ کرتا ہے اور وہی موت دیتا ہے اور وہ ہی ہر چیز پر قُدرت رکھتا ہے))))) ،

اور تین دفعہ کہا جائے (((((لا اِلہَ اِلّا اللّہَ وحدَہُ لا شریکَ لہُ انجزَ وعدَہُ ونَصرَ عبدَہُ وھزمَ الاحزاب وحدَہُ ::: اللہ کے علاوہ کوئی سچا معبود نہیں وہ اکیلا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں، اُس نے اپنا وعدہ پورا کیا ، اور اپنے بندے کی مدد کی ، اور سب گروہوں کو اکیلے ہی شکست دِی))))) ، اور اِس تکبیر ، تہلیل اور حمد کے درمیان کوئی دُعا بھی کی جاسکتی ہے۔(تخریج بمطابق سابقہ حوالہ) ۔

::::::: اِسکے بعد صفا سے اُترتے ہوئے ، صفا اور مروہ کے درمیان سعی کا آغاز کیا جائے گا۔

::::::: صفا سے مروہ کی طرف جاتے ہوئے تھوڑے ہی فاصلے کے بعد وہ جگہ آتی ہے جہاں سے سعی کرتے ہوئے گزرنے کا حکم ہے (یعنی تیزی سے چلتے ہوئے جو تقریباً ہلکے ہلے بھاگنے اور تیز چلنے کی سی کیفیت ہوتی ہے ، اُس کیفیت میں گزرنے کا حکم ہے نہ کہ دوڑ لگا کر) ، یہ جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے زمانے میں چھوٹی چھوٹی کنکریوں والی ایک وادی کی شکل میں ہوتی تھی اور اِس کو بطحا کہا جاتا تھا آج کل اِس جگہ کو دور سے دیکھ کر جانا جا سکتا ہے ، کیونکہ حرم کی انتظامیہ نے اِس جگہ کے آغاز اور اختتام پر سبز روشنیاں لگا رکھی ہیں اور فرش پر بھی بھورے رنگ کا پتھر لگا ہوا ہے۔

::::::: سعی کرنے کا طریقہ طوافِ کعبہ میں بیان کیا جاچکا ہے ، سعی کرنے میں مرد اور عورت کے لیے کوئی فرق نہیں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ہے (((((لاَ يُقْطَعُ الْوَادِي إِلاَّ شَدًّا::: وادی (بطحاء ، جسے بطن المسیل بھی کہا گیا ہے) کو پار نہیں کیا جائے ، سوائے شدت کے ساتھ)))))سُنن ابن

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماجہ/حدیث 2987/کتاب المناسک/باب 43، سُنن النسائی/ حدیث 2980/کتاب مناسک الحج/باب 170،اِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے صحیح قرار دِیا،

لیکن اِس بات کا یقیناً خیال کیا جائے گا کہ عورت اِس طرح حرکت نہ کرے جِس میں اُس کی بے پردگی ہو، جیسا کہ اب دیکھنے میں آتا ہے، کیونکہ لوگوں نے اِس جگہ کو سعی کی صُورت میں پار کرنے کی بجائے دوڑ لگا کر پار کرنا سعی بنالیا ہے جبکہ یہ سراسر غلط ہے اور جب یہ کاروائی خواتین کی طرف سے ہوتی ہے تو اُن مقدس مُقامات پر بے پردگی اور بے ہودگی کا مزید مظاہرہ ہوتا ہے، کیونکہ عُمرہ اور حج کرنے والی خواتین، خصوصاً ہمارے ہاں کی خواتین جِن اکثریت نے اپنے آپ کو اِسلامی پردے کی پابندیوں سے کافی حد تک آزاد رکھا ہوتا ہے، حتیٰ کہ حرمین شریفین میں بھی اور احرام کی حالت میں بھی، تو،ایک تو کریلا دوسرا نیم چڑھا کے مصداق جب وہ خواتین اپنے بے ہودہ لباسوں میں دوڑیں لگاتی ہیں، ولا حول ولا قوۃ اِلا باللہ، والیہ المشتکیٰ،

میں نے کہا، بے ہودہ لباس، کِسی کو یہ گمان نہ گذرے کہ ہمارے ہاں کی خواتین نے تو شلوار قمیص پہن رکھی ہوتی ہے اور چادر بھی یا دوپٹہ بھی ہوتا ہے تو یہ لباس بے ہودہ کیسے، تو گذارش ہے کہ ہم سب جانتے ہیں کہ اُن خواتین نے عموما لون اور وایل وغیرہ نامی کپڑوں کے لباس پہن رکھے ہوتے ہیں جو جسم کے ساتھ چپکے رہتے ہیں اور کافی باریک اور شفافیت والے ہوتے ہیں اور کچھ گیلے ہونے کی صُورت میں اُن کا چپکنا اور شفافیت بڑھ جاتا ہے، اِس لیے میں نے اُن کپڑوں کے لباسوں کو بے ہودہ لباس کہا ہے، اِس کے بارے میں کچھ تفصیل پہلے گذر چکی ہے،

::::::: سعی کی جگہ سے نکلنے کے بعد اپنی عام چال پر چلتے ہوئے مروہ کی طرف آیئے اور جس طرح صفا پر چڑھا گیا، اور جو کچھ وہاں کیا گیا وہ سب کام کیے جائیں گے، اِس طرح یہاں تک ایک چکر مکمل ہو گا۔

::::::: پھر جِس طرح مروہ سے صفا کی طرف آئے تھے اُسی طرح صفا کی طرف جایا جائے گا، اِس طرح دو چکر ہوں گے ۔

::::::: اِن چکروں کی بیان کردہ کیفیت کے مُطابق باقی پانچ چکر پورے کیے جائیں گے۔

::::::: سات چکر پورے ہونے پر اپنے سر کے بال کٹوائے جائیں گے یا سر مُنڈوایا جائے گا، سر کے بال مُنڈوانے یا کٹوانے کے بعد عُمرہ مکمل ہو جاتا ہے اور حالتِ احرام ختم ہو جاتی ہے۔

خُوب اچھی طرح سے یاد رکھیے کہ سر کے چند حصوں کے بال کاٹنا صِرف عورتوں کے لیے ہے، مَردوں کے لیے سارے سر سے بال کٹوانے یا منڈوانے کا حکم ہے، جو کوئی عورتوں کی طرح سر کے کچھ حصوں سے کچھ بال کاٹتے یا کٹواتے ہیں وہ شرعی طور پر احرام کی حالت سے خارج نہیں ہوتے۔

::::::: سر کے بال کٹوانے یا مُنڈوانے کے بعد، صِرف عُمرہ یا حجِ تمتع کرنے والا احرام کی کِسی پابندی میں نہیں رہتا۔

::::::: حج تمتع کرنے والا، اِس عمرے کے بعد، آٹھ ذی الحج تک حلال رہے گا، اور آٹھ ذی الحج جسے یومِ ترویہ کہا جاتا ہے، کو دوبارہ حالت احرام میں آئے گا اور حج کا تلبیہ کہے گا۔(حج کے تلبیہ کی تفصیل سابقہ صفحات میں بیان کی جا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چکی ہے ، الحمد للہ) ، عُمرہ کی تکمیل کے بعد """یوم ترویہ""" سے حج کے دیگر کام شروع ہوتے ہیں اُن کی تفصیل اگلے صفحات میں ملاحظہ فرمایے ،

::::::: حج کی اقسام :::::::

حج کی بُنیادی طور پر تین اَقسام ہیں ، اور اِن تینوں طریقوں پر حج اَدا کیا جا سکتا ہے اِن میں کُچھ تھوڑا سا فرق کیفیت ادائیگی میں ہے اور کُچھ اَحکامات کا فرق ہے یہ فرق یہاں بہت مُختصراً بیان کیا جا رہا ہے ۔

::::::: حج ِ تمتع :::::::

::::::: تمتع ::: کے معنیٰ ہیں فائدہ اُٹھانا ::: اِس حج میں چونکہ حاجی عُمرہ اور حج کے درمیان اَحرام کی پابندیوں سے آزاد رہتا ہے اِسلیے اِسکو """تمتع""" کہا جاتا ہے ۔

::::::: حج کے مہینوں (أشهر الحج ، یعنی شوال ذوالقعدہ اور ذوالحج کے پہلے دس دِن) میں کِسی وقت بھی حج کے اِرادے سے عُمرہ یعنی طوافِ قُدوم کر کے حلال ہوا جاتا ہے یعنی حالتِ اَحرام سے آزاد ہوا جاتا ہے اور آٹھ ذی الحج تک عام معمولات کے مُطابق رہا جاتا ہے ، پھر آٹھ ذی الحج کو دوبارہ حج کے اِرادے سے حالت اَحرام میں داخل ہوا جائے گا اور مِنیٰ کی طرف روانہ ہوا جائے گا ، اور مناسکِ حج ادا کیئے جائیں گے ،

دس ذی الحج کو پتھر مارنے کے بعد اَحرام کی تمام پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں اور سوائے بیوی کے ہر چیز حلال ہو جاتی ہے ، طوافِ افاضہ کرنے کے بعد یہ ایک پابندی بھی ختم ہو جاتی ہے ، دس ذی الحج کو مغرب سے پہلے اگر طوافِ افاضہ نہ کیا گیا تو اَحرام کی تمام پابندیاں پھر سے لاگو ہو جائیں گی اور عام لباس اُتار کر اَحرام کا لباس پہننا پڑے گا ۔ صحیح ابن خُزیمہ / حدیث 2940 ، سُنن ابو داؤد / حدیث 1997 ،

::::::: حج ِ قِران :::::::

::::::: قِران ::: حجِ قِران کرنے والا قُربانی کا جانور ساتھ لائے گا اور عُمرہ یعنی طوافِ قُدوم کرنے کے بعد حلال نہیں ہو گا ، بلکہ اپنے مناسک ادا کرنے تک حالتِ اَحرام میں رہے گا ، تمتع اور قِران میں اُوپر بیان کیے گئے دو ہی فرق ہیں ، اِن کے عِلاوہ سب مناسک اور کام ایک جیسے ہیں ۔

::::::: حج ِ اِفراد :::::::

::::::: اِفراد ::: اِفراد کا مفہوم ہے اَکیلا کرنا ::: یعنی حج کو عمرے سے الگ کرنا ، حجِ اِفراد کرنے والا چاہے تو طوافِ قُدوم کر سکتا ہے جِس میں صفا اور مروہ کی سعی نہیں ہوتی ، اگر کوئی چاہے تو سعی بھی کر سکتا ہے ، یہ سعی اُس کے لیے طوافِ افاضہ کی سعی کا متبادل ہو سکتی ہے ، اگر اِفراد کرنے والا طوافِ قُدوم نہیں کرتا تو اُسے حج کا تلبیہ کہتے ہوئے حالتِ اَحرام میں داخل ہو کر آٹھ ذی الحج کو سیدھا مِنیٰ جانا ہوتا ہے اور پھر طوافِ اِفاضہ کرنے تک تمتع اور قِران کرنے والوں کی طرح باقی مناسک ادا کیے جاتے ہیں ، سوائے قُربانی اور طوافِ وداع کے ، جبکہ حجِ اِفراد کرنے والا یہ دونوں کام نہیں کرے گا ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

:::::: کڑوا گھونٹ ::::::

یہ بات بہت اچھی طرح سے سمجھ کر یاد رکھنے کی ہے کہ حجِ افراد صِرف مکہ والوں کے لیے ہے، عام طور پر یہ ہی کہا جاتا ہے کہ اہلِ میقات بھی یہ حج کر سکتے ہیں، بلکہ اللہ کے کُچھ بندے، میقات کا لحاظ بھی نہیں کرتے اور ہر کِسی کو حجِ افراد کرنے کا فتویٰ دیتے ہیں، اللہ جانے اِس قِسم کی بات کرنے والے میقات اور حرم کی حدود کا فرق بُھول جاتے ہیں یا اپنے اپنے مذہب کی پابندی اُنہیں اِس قِسم کے فتوے دینے پر مجبور کرتی ہے،

میری یہ بات پڑہنے والے بھی شاید حیران ہوں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے، آیے، دیکھیے اور سمجھیے کہ یہ کیسے ہے ؟؟؟

اللہ تبارک و تعالیٰ نے سورت البقرہ/آیت 196 میں فرمایا ((((وَأَتِمُّوا الحَجَّ وَالعُمرَةَ لِلّهِ فَإِن أُحصِرتُم فَمَا استَيسَرَ مِنَ الهَديِ وَلاَ تَحلِقُوا رُؤُوسَكُم حَتَّى يَبلُغَ الهَديُ مَحِلَّهُ فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضاً أَو بِهِ أَذًى مِّن رَّأسِهِ فَفِديَةٌ مِّن صِيَامٍ أَو صَدَقَةٍ أَو نُسُكٍ فَإِذَا أَمِنتُم فَمَن تَمَتَّعَ بِالعُمرَةِ إِلَى الحَجِّ فَمَا استَيسَرَ مِنَ الهَديِ فَمَن لَّم يَجِد فَصِيَامُ ثَلاثَةِ أَيَّامٍ فِي الحَجِّ وَسَبعَةٍ إِذَا رَجَعتُم تِلكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ذَلِكَ لِمَن لَّم يَكُن أَهلُهُ حَاضِرِي المَسجِدِ الحَرَامِ وَاتَّقُوا اللّهَ وَاعلَمُوا أَنَّ اللّهَ شَدِيدُ العِقَابِ ::: اور حج اور عُمرہ اللہ کے لیے پورا کرو، اور اگر تُم روک لیے جاؤ تو جو قُربانی مُیسر ہو وہ کر دو، اور جب تک قُربانی اپنی جگہ پر نہ پہنچ جائے اُس وقت تک سر نہ مُنڈواو، البتہ تم میں سے اگر کوئی بیمار ہو یا اُس کے سر میں کوئی تکلیف ہو تو اُس پر فدیہ ہے، چاہے تو روزے رکھے چاہے تو صدقہ کرے اور چاہے تو قُربانی کرے، اور جب تم امن کی حالت میں آجاؤ، تو پھر تم میں سے جو عُمرہ سے حج تک کے وقت کا فائدہ اُٹھائے، تو جو اُسے مُیسر ہو وہ قُربانی کرے اور اگر قُربانی کرنے کی توفیق نہ ہو تو تین روزے حج (کے دِنوں) میں رکھو اور سات (اُس وقت) جب (اپنے گھروں) میں واپس پہنچو، (اِس طرح) یہ دس پورے ہوئے، یہ سب (کُچھ کرنا) اُس کے لیے ہے جِس کے گھر والے مسجدِ حرام کے حاضرین میں سے نہیں))))،

اللہ تعالیٰ کے اِس فرمان کے ذریعے صاف صاف سمجھ آرہا ہے کہ، عُمرہ اور حج دونوں مکمل کرنا ہیں پھر قربانی کرنا ہے اور قُربانی نہ کر پانے کی صُورت میں روزے رکھنے ہیں، اور یہ سب حُکم اُس کے لیے ہیں جو مسجدِ الحرام کا حاضر نہیں، اور جو مسجدِ الحرام کا حاضر ہے اُسے یہ سب کُچھ کرنے کا حُکم نہیں، یعنی وہ بغیر عُمرہ اور قُربانی کے صِرف حج کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اِس حُکم کا یہ ہی معنیٰ اور مفہوم ہے، اگر ایسا نہ ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنے ساتھ آنے والے صحابہ رضی اللہ عنہ اجمعین کو بار بار حُکم دے کر اُن کے اَحرام نہیں کھلواتے، اور یہ حُکم نہیں فرماتے کہ جِس کے ساتھ قُربانی کا جانور نہیں وہ اپنے اَحرام کو عُمرہ کا اَحرام بنائے اور حلال ہو جائے، اور یہ نہیں کہ ((((دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ ::: عُمرہ حج میں داخل ہو گیا ہے))))،

اور اپنے مُبارک ہاتھوں کی اُنگلیاں ایک دوسری میں ڈال کر نہ دِکھاتے کہ عُمرہ اِس طرح حج میں داخل ہو گیا ہے، اور جب صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے پوچھا کہ ::: اے اللہ کے رسول کیا یہ صِرف ہمارے لیے ہے ؟

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو دو دفعہ یہ نہ فرماتے ((((لَا بَلْ لِأَبَدٍ أَبَدٍ::: نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے))))،

یہاں طوالت کے ڈر سے بات کو مختصر کر رہا ہوں ورنہ ایک ایک حدیث کو حرفاً حرفاً نقل کرتا، فی الوقت، اِن شاء اللہ، اِتنا کہنا ہی کافی ہو گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے اِس حکم اور اِس وضاحت کو بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے روایت کیا ہے، اور حدیث کی شاید ہی کوئی کتاب اِس کے بغیر ہو،

اگر کوئی صِرف صحیح البُخاری میں حدیث، 1559 تا 1561 اور حدیث 1564، تا، 1568، اور حدیث 1570، 1572، کتاب الحج میں باب 32، 33، 34، 35 اور باب 37، اور صحیح مُسلم میں حدیث 1211، 1213، اور حدیث 1216، تا، 1218 ہی دیکھ لے تو اُس کی پریشانی دور ہو جائے گی، اِن شاء اللہ تعالیٰ،

اور دیگر کُتب میں کتاب الحج، یا کتاب مناسک الحج، یا کتاب المناسک دیکھ لی جائیں، اور اِمام ابن حَجر العسقلانی رحمہُ اللہ کی """فتح الباری شرح صحیح البخاری""" میں اِن احادیث کی شرح بھی توجہ اور تحمل سے پڑھی جائے۔

::::::: آٹھ (8) ذی الحج :::::::

::::::: جِس طرح عُمرہ کے لیے حالتِ اَحرام میں داخل ہوا گیا تھا اُسی طرح حج کی نیت سے حالتِ اَحرام میں داخل ہوا جائے گا، حج کے لیے آنے والے لوگ مکہ یا اُس کے اِرد گرد جہاں بھی ٹھہرے ہوں وہیں سے حالتِ اَحرام میں داخل ہوں گے، حتیٰ کہ مکہ والے بھی مکہ سے ہی حالتِ اَحرام میں داخل ہوں گے، مکہ سے نکل کر کِسی بھی اور جگہ جانے کی ضرورت نہیں۔ صحیح البُخاری/حدیث 1524/کتاب الحج/باب 7، صحیح مُسلم/حدیث 1181، 1183/کتاب الحج/باب 2،

::::::: حالتِ اَحرام میں داخل ہو کر ظہر تک مِنیٰ پہنچا جائے گا، اور ظہر عصر مغرب عِشاءَ اور نو ذی الحج کی فجر مِنیٰ میں ہی ادا کرنا ہے، اِن میں سے جو نمازیں قصر کی جاسکتی ہیں وہ قصر کر کے ادا کی جائیں گی۔

::::::: نمازوں کے علاوہ وقت کو بھی اللہ کے ذِکر میں، اور تلبیہ کہتے ہوئے گزارا جائے گا (صحیح مُسلم/حدیث 1218)، گپیں ہانکتے ہوئے، یا کوئی کھیل کھیلتے ہوئے یا آتے جاتے لوگوں کو دیکھتے ہوئے نہیں۔

::::::: مِنیٰ سے نکلنے تک یعنی بارہ یا تیرہ ذی الحج تک نمازیں قصر کر کے پڑھی جائیں گی، حتیٰ کہ مکہ کے رہائشی بھی اپنی نمازیں قصر کر کے ہی پڑھیں گے۔

::::::: نو (9) ذی الحج کی فضیلت :::::::

::::::: نو ذی الحج یومِ عرفات ہے، اِس دِن کی بڑی فضیلت ہے اور بہت فائدے ہیں، اِس دِن اللہ کی رحمت اللہ کے مُسلمان بندوں پر دوسرے سارے دِنوں سے زیادہ ہوتی ہے۔

قارئین کرام، اچھی طرح سے یاد رکھیے کہ نو ذی الحج، یوم عرفات، جِس دِن حاجی میدان عرفات میں قیام کرتے ہیں، فضیلت اُس دِن کی بیان فرمائی گئی ہے، اور ساری ہی دنیا کے مُسلمانوں کے لیے، کِسی فرق کے بغیر بیان فرمائی گئی ہے، نہ کہ مختلف علاقوں میں طے کی جانی والی مختلف تاریخوں کے مطابق ہر علاقے کو الگ دِن یوم عرفات کی فضیلت ملنے کی کوئی خبر ہے،

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا خُوب اچھی طرح سے سمجھ لیجیے کہ یوم عرفات کا روزہ اُس دِن ہی رکھا جائے گا جِس دِن حاجی صاحبان میدان عرفات میں قیام کرتے ہیں، نہ کہ مُقامی تاریخوں کے مطابق الگ الگ دن نو ذی الحج کا، اور اگر یوم عرفات ہفتے کے دِن میں ہو تو پھر روزہ نہیں رکھا جائے گا، اِن شاء اللہ اِس کے بارے میں کچھ مختصر سے بات کچھ دیر میں پیش کرتا ہوں،
پہلے ہم یوم عرفات کی فضیلت کے بارے میں عطاء کردہ نبوی خبروں کا مطالعہ کرتے ہیں :::

::::::: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ((((مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يُعْتِقَ اللَّهُ فِيهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ وَإِنَّهُ لَيَدْنُو ثُمَّ يُبَاهِي بِهِمُ الْمَلاَئِكَةَ فَيَقُولُ مَا أَرَادَ هَؤُلاَءِ::: دوسرے دِنوں کی نسبت عرفات کے دِن میں اللہ سب سے زیادہ اپنے بندوں کو آگ سے نجات دیتا ہے، اور اللہ (عرش سے نزول فرما کر) نیچے آتا ہے پھر اپنے فرشتوں کے سامنے فخر کا اظہار فرماتا ہے، اور کہتا ہے """ یہ کیا چاہتے ہیں ؟""")))) صحیح مُسلم/حدیث 1348/کتاب الحج/باب 79،

::::::: دوسری حدیث میں فرمایا ((((إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُبَاهِي مَلاَئِكَتَهُ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ بِأَهْلِ عَرَفَةَ فَيَقُولُ انْظُرُوا إِلَى عِبَادِي أَتَوْنِي شُعْثاً غُبْراً::: اللہ عزّ و جلّ آسمان والوں کے سامنے عرفات والوں پر فخر کرتا ہے اور کہتا ہے """ دیکھو میرے بندوں کی طرف، میرے پاس آئے ہیں اَبتری اور پراگندگی کی حالت میں اور غُبار سے اَٹے ہوئے """)))) مُسند اَحمد/حدیث 7089 /مُسند عبداللہ بن عَمرو میں سے حدیث 655۔

::::::: حاجی کے لیے اِس دِن کا روزہ رکھنا ممنوع ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ہے ((((يَوْمُ عَرَفَةَ وَيَوْمُ النَّحْرِ وَأَيَّامُ التَّشْرِيقِ عِيدُنَا أَهْلَ الإِسْلاَمِ وَهِيَ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ::: عرفات کا دِن، قربانی کا دِن اور تشریق کے دِن ہم اہلِ اِسلام کی عید ہیں یہ دِن کھانے پینے کے دِن ہیں)))) سُنن اَبو داؤد /حدیث 2419/کتاب الصوم/باب 49، سُنن النسائی /حدیث 3004/کتاب مناسک الحج/باب 195، ، سُنن الترمذی/حدیث 773/ کتاب الصوم/باب 59، اِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے صحیح قرار دِیا،

::::::: عرفات میں قیام کرنے والوں کے علاوہ جو اِس دِن کا روزہ رکھے گا اِن شاء اللہ اُس کے پچھلے ایک سال اور اگلے ایک سال کے گُناہ معاف ہوں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ((((صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللَّهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِي بَعْدَهُ وَصِيَامُ يَوْمِ عَاشُورَاءَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللَّهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ::: عرفات کے دِن کے روزے کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے اُمید رکھتا ہوں کہ اِس کے ذریعے اللہ تعالیٰ گزرے ہوئے ایک سال، اور آنے والے ایک سال کے گُناہ معاف فرما دے گا، اور دس محرم کے روزے کے بارے میں اللہ سے اُمید رکھتا ہوں کہ اِس کے ذریعے وہ گزرے ہوئے سال کے گُناہ معاف فرما دے گا)))) صحیح مُسلم/حدیث 112/کتاب الصیام/باب 36۔

یہاں ایک دفعہ، پہلے کی گئی کہ یہ گذارش یاد کرواتا چلوں، کہ ،،، اگر یوم عرفات یا کوئی اور فضیلت والا نفلی روزہ ہفتے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے دِن میں آن پڑے تو اُس دِن وہ روزہ نہیں رکھا جائے گا، کیونکہ رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے بڑی سختی کے ساتھ ہفتے کے دِن نفلی روزہ رکھنا ممنوع فرمایا ہے،

اِس موضوع اور مسئلے پر میری ایک الگ کتاب """ہفتے کے دِن نفلی روزہ رکھنے کا حکم """ تقریباً تیار ہے، و للہ الحمد۔

::::::: نو (9) ذی الحج میں کیے جانے والے کام :::::::

::::::: مِنیٰ میں نمازِ فجر ادا کر کے سورج نکلنے کے بعد مِنیٰ سے عرفات کی طرف روانہ ہوا جائے گا، اِس سے پہلے مِنیٰ سے نکلنا درست نہیں، اور مِنیٰ سے عرفات جاتے ہوئے، تلبیہ، تکبیر اور تہلیل کُچھ بھی پڑھا جا سکتا ہے۔ صحیح البُخاری/حدیث 1659، اور، حدیث 1663/کتاب الحج/باب 86، صحیح مُسلم/کتاب الحج/باب 46،

::::::: مِنیٰ کے قریب """نَمرہ""" میں رُکا جائے گا، """نَمرہ""" عرفات کے قریب دائیں طرف ایک جگہ ہے، جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے زمانے میں ایک بستی آباد تھی۔ (منسک، شیخ الاسلام ابن تیمیہ)

::::::: زوال کے بعد """نَمرہ""" سے نکل کر """""" عُرنہ """ پہنچ کر اِمام کا خطبہ سننے کے بعد ظہر اور عصر ایک اذان اور الگ الگ اُقامت کہہ کر، جمع اور قصر کر کے پڑہی جائیں گی، عُرنہ وہ جگہ ہے جو """مشعرِ حرام""" اور عرفات کے درمیان اور عرفات کی حدود کے بالکل قریب ہے جہاں آج کل ایک مسجد ہے جِس مسجد کا اگلا حصہ """عُرنہ""" میں اور پچھلا حصہ عرفات میں ہے،

اکثر لوگ، اِس مسجد کے اگلے حصے میں بیٹھ کر اپنا قیامِ عرفات مکمل کرتے ہیں، جو کہ بالکل غلط ہے، کیونکہ وہ لوگ عرفات کی حُدود سے باہر ہو جاتے ہیں، لہٰذا اُن کا قیام عرفات نہیں ہوتا،

گو کہ سعودی حکومت کی طرف سے اِن تمام مقامات کی حُدود کی بڑی واضح نشاندہی کی جاتی ہے، مختلف زبانوں میں لکھے ہوئے بورڈز آویزاں ہوتے ہیں، اور زُبانی طور پر بھی وہاں موجود لوگوں کو سمجھایا جاتا ہے لیکن افسوس کہ اکثر لوگ اِس ضِد اور تعصب کا شِکار ہوتے ہیں کہ سعودیوں (وھابیوں) کی بات نہیں ماننا، اور باوجود دُرُست بات اُن تک پہنچنے کے وہ لوگ صِرف اپنی اِس ضِد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے اپنا حج خراب کر لیتے ہیں،

حقیقی شیخ اِلاسلام، اِمام ابن تیمیہ رحمہُ اللہ کا کہنا ہے کہ، رش یا کِسی اور جائز سبب کی وجہ سے اگر کوئی نماز سے پہلے ہی عرفات میں داخل ہو جائے تو کوئی حرج نہیں، اِن شاء اللہ۔

::::::: رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے عرفات کے تقریباً درمیان میں واقع """جبلِ رحمت""" نامی پہاڑ کے قریب چٹانوں کے پاس قیام کیا اور قبلہ رُخ ہو کر دُعا فرماتے رہے۔ صحیح مُسلم/حدیث 1218/کتاب الحج/باب 19 حجۃ النبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم۔

اِس پہاڑ پر چڑھنا اور اِس کے اُوپر جا کر دُعائیں کرنا یا نماز پڑھنا سب کام خِلافِ سُنّت ہیں، یعنی بدعت ہیں۔

::::::: عرفات میں داخل ہو کر کسی بھی جگہ قیام کیا جا سکتا ہے۔ صحیح مُسلم/حدیث 1218/کتاب الحج/باب 19 حجۃ النبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم، سُنن النسائی/ حدیث 3015/کتاب مناسک الحج/باب 202، سُنن ابو داؤد/کتاب المناسک/باب 58،

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

::::::: حج کرنے والا اِس دِن روزہ نہیں رکھے گا۔ سُنن أبو داؤد /حدیث 2419/کتاب الصوم/باب 49، سُنن النسائی /حدیث 3004/کتاب مناسک الحج/باب 195،، سُنن الترمذی/حدیث 773/ کتاب الصوم/باب 59، إِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے صحیح قرار دِیا،

::::::: مغرب تک اللہ تعالیٰ کے ذِکر اور اُس سے دُعا میں مشغول رہنا ہو گا، سورج کی ٹکیہ غروب ہو جانے کے بعد عرفات سے نکلنا ہوتا ہے **اگر کوئی مغرب سے پہلے عرفات کی حدود سے نکل گیا تو اُس کا قیام پورا نہیں ہو گا اور اِسی طرح عرفات کی حدود سے باہر رہنے سے قیامِ عرفات نہیں ہوتا اور قیام نہ ہونے سے حج نہیں ہوتا۔**

سُنن ابن ماجہ /حدیث 3015/کتاب المناسک/باب 57، سُنن أبو داؤد/حدیث 1949/کتاب المناسک/باب 70، سُنن النسائی/حدیث 3016/کتاب مناسک الحج/باب 203، سُنن الترمذی/حدیث 889/کتاب الحج/باب 57،

::::::: سورج غروب ہونے کے بعد عرفات سے نکل کر بڑے اِطمینان اور سُکون سے مزدلفہ کی طرف روانہ ہوا جائے گا جلد بازی کرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ صحیح البُخاری /حدیث 1671/کتاب الحج/باب 94۔

::::::: مزدلفہ پہنچ کر مغرب اور عِشاء ایک أذان اور دو اقامت کے ساتھ جمع اور قصر کر کے پڑہی جائیں گی جیسا کہ ظہر اور عصر پڑہی گئی تھیں۔ صحیح البُخاری/حدیث 1672/کتاب الحج/باب 95۔

::::::: یاد رہے کہ مغرب کی تین رکعت ہی پڑہی جائیں گی، اِن میں کمی نہیں کی جاسکتی، اِس کے بعد کوئی اور نماز نہیں پڑہی جائے گی، نہ کوئی نفل اور نہ ہی کوئی سُنّت، بلکہ اِس رات میں اور اِس مقام پر سُنّت یہ ہے کہ مغرب اور عِشائ کو جمع اور قصر کر کے ادا کرنے کے بعد سویا جائے۔ صحیح البُخاری/حدیث 1672، تا، 1675/کتاب الحج/باب 95 تا 97۔

::::::: دس (10) ذی الحج میں کیے جانے والے کام :::::::

::::::: فجر کی نماز مزدلفہ میں ادا کرنے کے بعد """ مشعر الحرام """ نامی پہاڑ پر کُچھ اُوپر چڑھ کر تکبیر، تہلیل، تلبیہ اور دُعا کی جائے گی، جب سورج نکلنے سے پہلے سُفیدی اچھی طرح پھیل جائے تو پھر وہاں سے منیٰ کی طرف روانہ ہوا جائے گا۔ صحیح البُخاری/حدیث 1684/کتاب الحج/باب 100، صحیح مُسلم/حدیث 1218/کتاب الحج/باب 19 حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم۔

::::::: مزدلفہ کی طرف روانگی اور منیٰ سے مزدلفہ تک کا راستہ بھی اِطمینان اور سُکون سے طے کیا جائے گا، سوائے اِس کے کہ، منیٰ کے قریب آنے والی ایک جگہ جِس کا نام """ وادی مُحسِّر """ ہے، اِس جگہ کو جلد از جلد پار کرنا ہوتا ہے اور رمی جمرات (جسے عام طور پر شیطان کو پتھر مارنا کہا جاتا ہے) کے لیے پتھر بھی اِسی راستے میں سے چُن لیے جائیں گے یہ پتھر چنے کے برابر ہونا چاہیں، نہ بڑے اور نہ چھوٹے۔

سُنن النسائی/ حدیث 3059/کتاب المناسک/باب 219، سُنن ابن ماجہ /حدیث، 3023 3029/کتاب المناسک/باب 61،63، إِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے حَسن اور صحیح قرار دِیا، مُستدرک الحاکم /حدیث 1711/اول کتاب المناسک میں سے حدیث رقم 103، قال (الامام الذھبی) فی التلخیص علی شرط البخاری و مسلم، مُسند أبو یعلی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

/حدیث 2467، مُسند أحمد/حدیث 1851،

اِن پتھروں کو دھونا، یا اِن کا وضو کروانا، یا اِنہیں کلمہ پڑھ کر پاک کرنا، یا اِن پر کوئی قُرانی آیات پڑھنا، یا کوئی بھی ذِکر أذکار کرنا، اور اِس قِسم کے دیگر کام سب کے سب خِلافِ سُنّت ہیں، یعنی بدعت ہیں، گمراہی ہیں اور جہنم میں جانے والے اور لے جانے والے ہیں۔

::::::: بوڑہے، معذور لوگوں اور عورتوں کے علاوہ سورج نکلنے سے پہلے پتھر مارنا منع ہے۔ سُنن الترمذی /حدیث 960، سُنن الدارمی /حدیث 1886، 1885/و من کتاب المناسک/باب 53، مُستدرک الحاکم /حدیث 1723/اول کتاب المناسک میں سے حدیث رقم 115، قال (الامام الذھبی) فی التلخیص علی شرط البخاری و مسلم۔

::::::: بوڑہے لوگ یا عورتیں اگر چاہیں تو فجر سے پہلے ہی رات کے کسی حصے میں مِنیٰ روانہ ہو سکتے ہیں، اور وہاں پہنچ کر پتھر مار سکتے ہیں۔ صحیح البُخاری/حدیث 1676، تا، 1681/کتاب الحج/باب 98 تا 101،

::::::: مِنیٰ میں داخل ہو کر سب سے پہلے """جمرۃ العُقبۃ """(بڑے شیطان) کو پتھر مارے جائیں گے، """جمرۃ العُقبۃ """(بڑا شیطان) وہ ہے جو مکہ کی طرف سے پہلے، اور عرفات کی طرف سے آخر میں آتا ہے، پتھر مارتے ہوئے ہر پتھر کے ساتھ صِرف """اللہ اکبر """کہا جائے گا اور کُچھ نہیں، پہلا پتھر مارنے کے بعد سے تلبیہ روک دِیا جائے گا۔ صحیح البُخاری/حدیث 1685، 1686/کتاب الحج/باب 101،

::::::: """جمرۃ العُقبۃ """ کے بعد (یعنی (بڑے شیطان کو پتھر مارنے کے بعد) حاجی پر ہر وہ چیز جو حالتِ أحرام میں حرام تھی حلال ہو جاتی ہے سوائے بیوی کے، لہٰذا وہ اپنے کپڑے تبدیل کر سکتا ہے۔

سُنن أبو داؤد /حدیث 1997/کتاب المناسک/باب 84، إمام الالبانی نے """حَسن صحیح """ قرار دِیا، صحیح ابن خزیمہ /حدیث 2940/کتاب المناسک/باب 339۔

::::::: پتھر مارنے کے بعد قُربانی کی جائے گی، قُربانی کے بعد سر مُنڈوایا جائے گا،

یہ تینوں کام اِس ترتیب سے کرنا سُنّت ہے، (یعنی پہلے بڑے شیطان کو پتھر مارے جائیں، پھر قُربانی کی جائے، اور پھر سر کے بال مُنڈوائے جائیں) لہٰذا یقیناً بہتر یہی ہے کہ اِس ترتیب کے مُطابق کیے جائیں لیکن اگر ترتیب برقرار نہ رہے تو بھی کوئی گُناہ نہیں۔ صحیح البُخاری/حدیث 1721، تا، 1723/کتاب الحج/باب 123۔

::::::: طوافِ إفاضہ :::::::

اِس دِن یعنی، دس ذی الحج میں، مغرب ہونے سے پہلے پہلے طوافِ إفاضہ کیا جائے گا، جو شخص مغرب سے پہلے طوافِ إفاضہ نہ کر سکا تو وہ اپنا لباس بدل کر أحرام والا لباس پہنے گا اور پھر سے حالتِ أحرام میں داخل ہو جائے گا، جیسے کہ وہ پتھر مارنے سے پہلے تھا، اور أحرام کی ہر پابندی اُس پر لاگو رہے گی، جب تک وہ طوافِ إفاضہ نہیں کرتا۔

سُنن أبو داؤد /حدیث 1997/کتاب المناسک/باب 84، إمام الالبانی نے """حَسن صحیح """ قرار دِیا، صحیح ابن خزیمہ /حدیث 2940/کتاب المناسک/باب 339۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عموماً حاجیوں کی اکثریت اِس مسئلے سے غافل ہوتی ہے، اور اِس دِن میں طواف افاضہ کیے بغیر احرام سے خارج ہو جاتی ہے، جن لوگوں کو اِس کی کچھ سُن گُن ہوتی ہے اُن میں سے بہت سے لوگ احرام کا لباس تو پہنے رکھتے ہیں لیکن باقی پابندیوں کا خیال نہیں رکھتے،

::::::: حج تمتع کرنے ولا اپنے طوافِ افاضہ میں کعبہ کا طواف بھی کرے گا اور صفا اور مروہ کی سعی بھی، یعنی اُس کا طوافِ افاضہ پورا عُمرہ ہو گا،

حج قِران اور حج اِفراد کرنے والے نے اگر طوافِ قُدوم کے ساتھ صفا اور مروہ کی سعی بھی کی ہو تو پھر طوافِ افاضہ میں صِرف کعبہ کا طواف کافی ہے۔

::::::: حج اِفراد کرنے والے نے قُربانی نہیں کرنا ہوتی، لیکن اُسے بھی دوسرے حاجیوں کی طرح طوافِ اِفاضہ کرنا ہوتا ہے۔

::::::: طوافِ افاضہ اِس دِن میں کیے جانے والا آخری کام ہے، دِن کا باقی وقت مِنیٰ یا حرم میں اللہ کی عبادت میں بسر کیا جائے گا۔ اگر طوافِ افاضہ اِس دِن میں نہ کیا جاسکے تو بعد میں کِسی بھی وقت کیا جا سکتا ہے لیکن اُس وقت مکمل طور پر حالتِ اُحرام میں رہنا ہو گا، جیسا کہ اُوپر بیان کیا گیا ہے۔

رمی الجمرات کرنے میں، یعنی پتھر مارنے میں، ترتیب کا خیال رکھا جائے گا نیچے دیئے گئے خاکہ کے ذریعے اِس بات کو اِن شاء اللہ آسانی سے سمجھا جاسکتا ہے کہ، کہاں سے شروع کرنا ہے اور کہاں ختم کرنا ہے؟

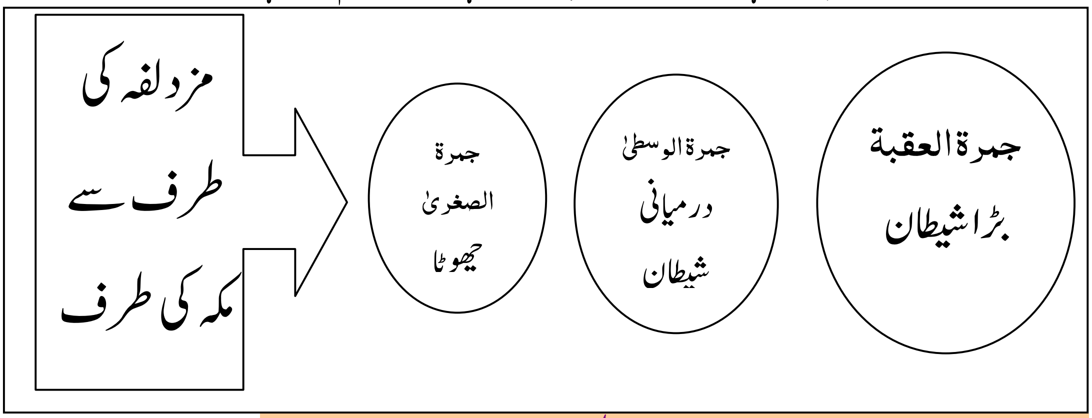

::::::: گیارہ (11) سے تیرہ (13) ذی الحج تک کیے جانے والے کام:::::::

::::::: أیامِ التشریق:::::::

گیارہ (11) ذی الحج سے (13) تیرہ ذی الحج کے دِنوں کو """أیامِ تشریق""" کہا جاتا ہے، اِن دِنوں کو اللہ کی عِبادت کرتے ہوئے مِنیٰ میں گُزارنا ہوتا ہے، دِن کے وقت مِنیٰ سے نکل کر مکہ جایا جاسکتا ہے، خاص طور پر حرم میں نماز کے لیے، لیکن رات مِنیٰ میں ہی گزارنی ہو گی، مِنیٰ کی حدود سے باہر رات گزارنا بالکل غلط ہے اور ایسا کرنے والے کا حج درست نہیں ہوتا، لہٰذا اِس چیز کا بہت زیادہ خیال رکھنا چاہیے کہ آدھی رات سے لے کر فجر تک کا وقت مِنیٰ کی حدود سے باہر نہ رہا جائے،

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجودہ دور میں جگہ کی کمی کے عُذر کی بناپر کچھ لوگوں کی طرف سے مِنیٰ سے باہر رات گذارنے کو بھی دُرُست کہا جاتا ہے، جبکہ یہ ایسا کوئی عُذر نہیں جس کا باآسانی ازالہ ممکن نہ ہو۔

::::::: اِن دِنوں میں یعنی اَیام تشریق میں ہر دِن تینوں شیطانوں کو پتھر مارنا ہوں گے پہلے چھوٹے کو، اِس طرح کہ مِنیٰ سیدے ہے ہاتھ کی طرف رہے اور مکہ اُلٹے ہاتھ کی طرف پتھر مارنے کے بعد تھوڑا سا دور ہٹ کر قبلہ کی طرف رُخ کر کے دُعا کی جائے گی، پھر اِسی طرح درمیانے شیطان کو پتھر مار کر دُعا کی جائے گی اور پھر بڑے کو، پتھر مارتے ہوئے ہر پتھر کے ساتھ صِرف تکبیر کہی جائے گی، اور ہر شیطان کو صِرف سات پتھر مارے جائیں گے (صحیح البُخاری/حدیث 1751، 1752 /کتاب الحج/باب 140,141، صحیح مُسلم/حدیث 1218/کتاب الحج/باب 19)،

پتھر ظہر کی نماز کے بعد سے لے کر مغرب کے وقت سے پہلے مارنے ہیں، اِس کے علاوہ کِسی اور وقت میں پتھر مارنے کی اِجازت صِرف بوڑہے ، بیمار اور کمزور لوگوں یا عورتوں کے لیے ہے، صحیح البُخاری/حدیث 1676 ،تا، 1681/کتاب الحج/باب 98تا101۔

::::::: اگر کوئی شخص مِنیٰ میں دو دِن رکنے کے بعد بارہ ذی الحج کو پتھر مار کر وہاں سے واپس آنا چاہے تو آسکتا ہے، لیکن اگر مغرب سے پہلے مِنیٰ سے خارج نہ ہوا تو پھر اگلے دِن یعنی تیرہ ذی الحج کو زوال ہونے کے بعد پتھر مارنے پہلے واپس نہیں آئے گا۔ یہاں سے واپسی کے بعد حج سے متعلقہ کاموں میں سے صِرف ایک ہی کام باقی رہ جاتا ہے، اور وہ ہے طوافِ وادع، اب ہم اس کے بارے میں نبیادی معلومات کا مطالعہ کرتے ہیں اِن شاء اللہ،

::::::: مکہ سے واپسی، طواف ءِ وداع :::::::

::::::: حج کے تمام مناسک ادا کرنے کے بعد اور اپنے دوسرے سارے کام نمٹانے کے بعد مکہ چھوڑنے سے پہلے سب سے آخری کام طوافِ وداع ہے ، یہ طواف کرنے سے پہلے حج کے اِرادے سے آئے ہوئے کِسی بھی شخص کو مکہ چھوڑنے کی اِجازت نہیں۔ صِرف حیض والی عورت طوافِ وداع کرنے سے پہلے، یعنی یہ طواف کیے بغیر واپس جا سکتی ہے ۔ صحیح البُخاری /حدیث1755/کتاب الحج/باب144،اور حدیث1761/باب145 ، صحیح مُسلم /حدیث 1327، 1328/کتاب الحج/باب 67۔

::::::: جدہ یا مکہ کے قریبی شہروں اور بستیوں سے آنے والے اَکثر مکہ سے نکل آتے ہیں اور یہ کہتے ہوئے سُنائی دیتے ہیں کہ ہم تو اہلِ میقات ہیں ہمارے لیے طوافِ وداع ضروری نہیں، اور کچھ لوگ اِس غلط فہمی کا شِکار ہوتے ہیں کہ ہم کِسی اور وقت آکر طوافِ وداع کر سکتے ہیں، دونوں ہی خیال اور کام سراسر غلط ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے حُکم کی خلاف ورزی ہے۔

::::::: طوافِ وداع صِرف حج کے اِرادے سے آئے ہوئے لوگوں کے لیے ہے، عُمرہ والوں کے لیے نہیں، مکہ کے رہنے والوں کے لیے نہیں، یا روزگار کے سلسلہ میں مکہ المکرمہ یا مکہ المکرمہ کے قریب آکر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

رہنے والوں کے لیے نہیں، جیسا کہ عموماً جدہ، مدینہ المنورہ، طائف وغیرہ میں رہنے والے اپنے وطن واپس یا چُھٹی جاتے ہوئے کرتے ہیں۔

☜☜☜ حج کے تمام تر مناسک مکہ المکرمہ، مِنیٰ، عرفات اور مُزدلفہ میں ادا کیے جاتے ہیں، حج کا کوئی منسک یا کوئی عِبادت یا کوئی عمل ایسا نہیں ہے جو مدینہ المنورہ میں ادا کیا جاتا ہو، حتیٰ کہ مدینہ المنورہ کی طرف سفر، اور مسجد نبوی علی صاحبہا افضل الصلاۃ والسلام، کی زیارت کا حج کے کاموں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، پس اگر کوئی اس نعمت کو حاصل نہ کر پائے تو اُسے یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ اُس کے حج میں کوئی کمی رہ گئی ہے۔ اِسی طرح دیگر اسلامی تاریخی مقامات، مثلاً، غار حِراء، مسجد قُباء وغیرہ کی طرف سفر کرنا اور اُن کو دیکھنا بھی حج کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھتا۔

عُمرہ اور حج کے متعلق غلطیوں اور بدعات میں چند کا ذِکر تو آ گیا ہے اور بہت کا نہیں، اِن شاء اللہ اِس کتاب کے کسی اور اصدار میں اِن سب غلطیوں اور بدعات کو ایک فہرست کی شکل میں پیش کروں گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق پہچاننے، جاننے، سمجھنے، قُبول کرنے اور اُس پر عمل کرنے، اُس کو قولی اور عملی طور پر نشر کرنے کی ہمت اور توفیق عطاء فرمائے، اور اُس پر ہی ہمارے خاتمے فرمائے، والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اَطِيعوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَ لاتَوَلَّوا عَنهُ وَأَنتُم تَسمَعُونَ O وَ لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ قَالُوا سَمِعنَا وَ هُم لَا يَسمَعُونَ O إِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِندَ اللّٰهِ الصّمُ البُكمُ الَّذِينَ لَا يَعقِلُونَ::: اے لوگو جو اِیمان لائے ہو اللہ اور رسول کی اَطاعت کرو اور سنتے جانتے ہوئے رسول سے مُنہ نہیں پھیرو O اور اُن لوگوں کی طرح مت ہو جاؤ جو کہتے ہیں کہ ہم سن رہے ہیں لیکن وہ سنتے نہیں O بے شک اللہ کے سامنے سب سے بُرے وہ ہیں جو (عقل کے) بہرے اور گونگے ہیں اور سمجھتے نہیں﴾ سورت الأنفال / آیات 20تا22۔

﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا استَجِيبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُم لِمَا يُحيِيكُم وَاعلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ يَحُولُ بَينَ المَرءِ وَقَلبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيهِ تحشَرونَ::: اے لوگو جو اِیمان لائے ہو جب تمہیں اللہ اور رسول پکاریں تو اُنکی بات اور جان لو کہ اللہ بندے اور اُس کے دِل کے درمیان آڑ بن جایا کرتاہے اور یقینا تم سب کو اللہ کی طرف پلٹایا جانا ہے﴾ سورت الأنفال/آیت 24۔

﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اَطِيعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ لَا تُبطِلُوا أَعمَالَكُم ::: اے (لوگو) جو اِیمان لائے ہو اللہ کی فرمانبرادری کرو اور رسول کی فرمانبرداری کرو اور اپنے اَعمال ضائع نہ کرو﴾ سورت محمد / آیت 33۔

یعنی اگر اللہ اور اُس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی فرمانبرداری نہ کی تو تمہارے اعمال ضائع ہیں۔